خطباتِ عثمانیہ

یونیورسٹی حیدرآباد دکن

سیرۃ النبی ﷺ کے ابتدائی نقوش

از ڈاکٹر محمد حمید اللہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق تخریج و تعلیق

ڈاکٹر عبدالغفار
[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

خطبات عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن، "سیرت النبی ﷺ کے ابتدائی نقوش" از ڈاکٹر محمد حمید اللہ ؒ

تحقیق، تخریج و تعلیق

ڈاکٹر عبد الغفار

ڈائریکٹر سیرت چیئر

سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ چیئر: یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:

خطبات عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن، "سیرت النبی ﷺ کے ابتدائی نقوش" از ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ

مؤلف: ڈاکٹر عبد الغفار

ڈائریکٹر سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ چیئر، یونیورسٹی آف اوکاڑہ

ترتیب و تزئین: حافظ انتظار احمد 0306-4245048

پی ایچ۔ڈی علوم اسلامیہ، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ

ISBN- 978-627-7710-08-8

سال طباعت: 2024ء/1445ھ

زیر اہتمام: شعبہ علوم اسلامیہ و سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ چیئر، یونیورسٹی آف اوکاڑہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

ڈاکٹر محمد حمید اللہ 19 فروری 1908 کو حیدرآباد دکن میں پیدا ہوئے۔ بعد ازاں فرانس میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ جامعہ عثمانیہ کے ممتاز طالب علموں میں شمار ہوئے اور مادر علمی میں ہی تدریسی خدمات سر انجام دیتے رہے خاندانی پس منظر جاننے کے لیے یوسف کوکن عمری کی کتاب (خانوادہ قاضی بدر الدولہ دار التصنیف مدراس، 1963ء، 1/21)

مدرسہ دارالعلوم حیدرآباد جس کے پرنسپل مولانا حمید الدین فراہی تھے یہاں سے مولوی کامل کی سند لی پھر جامعہ نظامیہ سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ دارالعلوم ہی سے 1923ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا اور پہلے طالب علم کا اعزاز حاصل کیا، جنہوں نے دارالعلوم عثمانیہ حیدرآباد سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ سے ایم اے اور شعبہ قانون سے ایل ایل بی کا امتحان 1930ء میں پاس کیا اسی سال ریسرچ اسکالرز کے لیے ایک نیا شعبہ کھلا تھا اس شعبہ میں بطور اسکالر انہوں نے اسلامی قانون بین الملک پر انہوں نے کام کا آغاز کیا اور مختلف ممالک مشرق وسطی، یورپ، لندن، جرمنی، حجاز، لبنان، شام، فلسطین، ترکی اور مصر کے اسفار کئے، اور مختلف کتب خانوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور اسلامی قانون بین الممالک پر اپنا مقالہ جرمنی کی یونیورسٹی میں پیش کیا۔ جس سے انہیں "ڈی فل" کی ڈگری سے نوازا گیا اس کے بعد پیرس کی یونیورسٹی سے "ڈی لٹ" کی ڈگری حاصل کی اس عرصہ میں پیرس میں قیام کے دوران تیسری یا چوتھی منزل پر ایک چھوٹا سا کمرہ کرایہ پر لے رکھا تھا وہی کمرہ طعام خانہ اور خوابگاہ کا کام دیتا تھا وظیفہ کا پیسہ بچا کر کتب خریدتے ٹرام اور بس کے بجائے اکثر پیدل یونیورسٹی آتے جاتے اس کے بعد 1935ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واپس تشریف لائے اور شعبہ دینیات میں لیکچرار کی خدمات سرانجام دینے لگے 1945ء سے لے کر 1947ء تک بحیثیت ریڈر شعبہ قانون جامعہ عثمانیہ حیدرآباد میں تعیّنات ہوئے اور علمی سرگرمیوں میں مصروف رہے۔

اسی دوران اوریئنٹل کانفرنس اور کل ہند قانون کانفرنس بھی منعقد کروائی اسی عرصہ میں مطالعہ سیرت النبی ﷺ کے عنوان پر گریجویشن دینیات کی سطح اور ایل ایل بی کے طلباء و تمام سکالرز کے لیے خطبات ارشاد فرمائے یاد رہے کہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کا یہ اعزاز تھا کہ تمام سطح پر میڈیکل، انجینئرنگ، سائنسز کی تعلیم کا ذریعہ اُردو زبان تھا یہ آکسفورڈ یونیورسٹی، کیمبرج یونیورسٹی، لندن یونیورسٹی، امریکہ اور یورپ کی تمام یونیورسٹیز میں جامعہ عثمانیہ کی ڈگریوں کو نہ صرف تسلیم کیا جاتا تھا بلکہ بڑی اہمیت دی جاتی تھی۔

مطالعہ دینیات کو ہر سطح پر لازم قرار دیا گیا تمام شعبہ جات سے اساتذہ اور طلباء مطالعہ سیرت النبی ﷺ پر دیئے گئے ان ان خطبات کو بڑے شوق کے ساتھ سننے کے لیے تشریف لاتے۔

ڈاکٹر صاحب نے ان خطبات کو باقاعدہ طور پر سیاہی والے قلم سے اپنی کاپی پر لکھا تھا ایک طالب علم ڈاکٹر صاحب کے شاگرد عبدالحئ جو بی اے کے طالب علم تھے انہوں نے ڈاکٹر صاحب کی کاپی حاصل کی اور ایک دوسرے شاگرد ڈاکٹر سید رشید الحسن ایم اے پی ایچ ڈی سابق ریڈر اردو عثمانیہ یونیورسٹی اور نظام کالج ان کے پاس بھی ان خطبات کے نوٹس تھے ڈاکٹر محمد یوسف الدین سابق صدر شعبہ مذہب و ثقافت عثمانیہ یونیورسٹی جنھوں نے خطبات کی اولین اشاعت پر ان خطابات کی کارگزاری لکھی تھی بتاتے ہیں کہ مزید نسخوں کی تلاش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں تھا کہ میں ایک دن اپنے ہم جماعت یونیورسٹی کے ساتھی پروفیسر ڈاکٹر محمد تاج الدین کے مکان پر گیا جو کہ بیت الحسن اعظم پورہ ملک پیٹ حیدرآباد کے مقام پر تھا میں نے دیکھا کہ الماری کے ایک خانہ میں کتابوں کے درمیان ایک مجلد کاپی رکھی ہوئی ہے میں نے ان سے پوچھا بھائی تاج یہ کیا ہے انہوں نے کہا مطالعہ سیرت النبی ﷺ پر دینیات لازم کے استاد گرامی ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے لیکچرز ہیں جن کو ڈاکٹر محمد تاج الدین نے نہایت خوبصورت اردو خط کے ساتھ تحریر کیا تھا خوشی کی انتہا نہ رہی کیونکہ گوہر نایاب میسر آگئے تھے اسی طرح تین نسخہ جات مل گئے ہفت روزہ الہدیٰ حیدرآباد کے ایڈیٹر عبدالحمید سے ایک روز علی الصبح ملاقات ہوگئی جو ڈاکٹر محمد حمید اللہ کہ بڑے قدردان اور علمی قابلیت کے معترف تھے ڈاکٹر صاحب کے ان لیکچرز کا تذکرہ جلیلہ چل نکلا جب میں نے ان کو ان مخطوطات کے بارے میں بتایا تو انہوں نے اس کی اشاعت پر خاص دلچسپی کا اظہار کیا اور احمد سعید عبدالخالق ایم ایس سی عثمانیہ کو پروف ریڈنگ اور تصحیح کی ذمہ داری دی اس طرح انہوں نے پہلی مرتبہ اقساط کے ساتھ ہفت روزہ الہدی میں شائع کیے۔

بندہ عاجز کی کی دلچسپی ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی تحقیقات علمیہ کے ساتھ بہت آغاز ہی سے ہے جس کی بنیاد پر الحمدللہ خطبات بہاولپور تحقیق و تخریج وتعلیق اور خطبات سندھ تحقیق و تخریج وتعلیق کے ساتھ شائقین علم و فن کے خدمت عالیہ میں پیش کر چکا ہوں۔ خطبات حیدرآباد دکن کی اپنی قدرت وشان ہے براہ راست مطالعہ سیرۃ النبی ﷺ کے متعلقہ ہیں اور ایسے طالب علم جن کا تعلق مبادیات کے ساتھ ہے، اس سے خوب استفادہ کرسکتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا خطبہ: سیرۃ النبی ﷺ کے مطالعہ کا فائدہ پر ہے جس میں ان کے شرعی قانونی وفقہی پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دوسرا خطبہ: اسلام کے آغاز کے وقت عرب کے ہمسایہ ممالک کے حالات کے متعلق تفصیلات پیش کی گئی ہیں۔ تیسرا خطبہ: آغازاسلام کے وقت شہر مکہ کی حالت کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ چوتھا خطبہ: رسول اللہ ﷺ کے حالات اور نبوت کے اعلان سے پہلے کی تفصیلات دی گئی ہیں۔ پانچواں خطبہ: نبوت سے ہجرت تک کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے جس میں ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کے واقعات پر مشتمل ہے۔ چھٹا خطبہ: رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ سے وفات تک کے احوال و وقائع کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔

ڈاکٹر عبدالغفار
ڈائریکٹر سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ چیئر،
یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا خطبہ

سیرت النبی ﷺ کے مطالعہ کا فائدہ

اصول فقہ[1] کی کتابوں میں یہ امر مسلمہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول کی طرح، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل بھی قانونی حیثیت رکھتا

---

[1] لفظ فقہ اپنے لغوی مفہوم یعنی جاننا اور سمجھنا میں قرآن وحدیث میں متعدد مقامات پر آیا ہے جیسے: فَلَوْلاَ نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُواْ فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُواْ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُواْ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ۔(التوبۃ۹: ۱۲۲) ترجمہ: اور یہ کچھ ضروری نہ تھا کہ اہل ایمان سارے کے سارے ہی نکل کھڑے ہوتے مگر ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کے آبادی کے ہر حصہ میں سے کچھ لوگ نکل کر آتے اور دین کی سمجھ پیدا کرتے اور واپس جاکر اپنے علاقے کے باشندوں کو خبر دار کرتے تاکہ وہ (غیر مسلمانہ روش سے) پرہیز کرتے۔

قَالُواْ يَا شُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ۔(ھود ۱۱: ۹۱)۔ترجمہ: انہوں نے جواب دیا اے شعیب! تیری بہت سی باتیں تو ہماری سمجھ میں ہی نہیں آتیں۔ اسی طرح حدیث میں یہ الفاظ: مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِيْ الدِّيْنِ۔ (بخاری، رقم ۷۱) ترجمہ: جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے۔

فقہ کی تعریف امام ابو حنیفہؒ نے اس طرح کی ہے: مَعْرِفَةُ النَّفْسِ مَا لَهَا وَ مَا عَلَيْهَا۔ وہ علم جس کے ذریعے انسان اپنے نفع ونقصان اور فرائض و ذمہ داریوں کی معرفت حاصل کرے لیکن اس تعریف کے تحت عملیہ کی قید نہ ہونے کی وجہ سے علم الکلام والعقائد اور علم الاخلاق والتصوف بھی شامل ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ نے ان تینوں کو فقہ میں شامل کرکے اسے الفقہ الاکبر کا نام دیا جبکہ روائتی طور پر اس کے اصطلاحی معنی احکام شرعیہ عملیہ کو اس کے تفصیلی دلائل کے ساتھ جاننے کے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی واجبات، مستحبات، مباحات، مکروہات وغیرہ قائم ہوتے ہیں[1] اور خود قرآن مجید نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

مَا أَتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا [2]

"جو کچھ رسول دیں، لے لو اور جس بات سے رکنے کے لئے کہا جائے رک جاؤ۔"

لقد كان لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

"تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ میں بہترین نمونہ ہے۔"

فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ

"جب کسی بات کے بارے میں نزاع ہو تو اس کو اللہ اور رسول ﷺ کے سپرد کردو۔"

[1] اصول فقہ کے موضوع پر جامع عربی کتاب کا ترجمہ ہے۔ فاضل مصنف نے اس کتاب کو چارابواب (باب اول : حکم کی مباحث۔ باب دوم : احکام کے دلائل کی بحث میں۔ باب ثالث: احکام کے استنباط کے طریقہ اور قواعد اور ان کے ساتھ ملحق قواعد ترجیح اور ناسخ ومنسوخ۔ باب چہارم : اجتہاد ا راس کی شرائط ، مجتہد، تقلید اوراس کے تعریف۔) میں تقسیم کرکے مثالوں کے ساتھ تفصیلی مباحث پیش کی ہیں۔ (سید عبدالکریم زیدان، الوجیز فی اصول الفقہ، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

[2] الحشر:7

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متعدد موقعوں پر سنت نبوی کی قانونی حیثیت کو قرآن مجید نے تسلیم کیا ہے۔[1]

ایک مسلمان پر سیرت النبی کا مطالعہ ضروری قرار دینے کی یہ وجوہات کافی ہیں، لیکن اس بڑی شخصیت کی مبارک زندگی میں اور بھی بہت سے سبق ملتے ہیں، مثلاً:

ا۔ سیاسی حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دس (۱۰) سال کی مدت میں جزیرہ نمائے عرب کی نراج (زمین) میں ایک مستحکم مملکت قائم فرما دی، جس کی وجہ سے دس اور سال گزرنے تک ترکستان سے تونس تک علاقہ فتح ہو گیا۔[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں میں بمشکل چند سو آدمی نے شہادت پائی،

---

[1] مزید تفصیلات کے لیے سنت کی آئینی حیثیت از سید ابوالاعلی مودودی کا مطالعہ مفید رہے گا۔

[2] خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں اسلامی مملکت تین براعظموں، ایشیا، یورپ اور افریقہ میں پھیل گئی تھی، بحر روم کے مختلف جزیروں کے علاوہ اسپین (اندلس) کا ایک حصہ ۲۷ ہجری میں فتح ہو چکا تھا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: (تاریخ طبری، عہد خلافت عثمان بن عفان، ص ۲۸۱۷) مورخ طبری کے علاوہ انگریز مورخ گبن کے بیان سے بھی تصدیق ہوتی ہے۔ (دیکھئے گبن کی تاریخ رومن ایمپائر کا انحطاط وزوال، ج ۵، ص ۵۵۵) ۔ ابھی ایک صدی نہ گزری تھی کہ طارق نے جبل الطارق کے راستہ پورا اسپین فتح کر لیا اور مسلمان پیرس وسط فرانس تک جا پہنچے، ادھر مشرق میں دریائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لاکھوں مربع میل کے علاقے پر بجائے قبیلہ داری تصادم کے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں میں ترقی کی اُمنگ، پھیلنے کا جذبہ اور سیاسی شعور پیدا کر دیا، اور ساتھ ہی ساتھ ایک مملکت کی تمام ضروریات یعنی مال گزاری، قانون، فوج صوبہ داری افسر، محکمہ جات غرض ایک مکمل مملکت قائم فرمادی۔

۲۔ معاشی حیثیت سے، تقسیم و گردش دولت کا اصول، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر مالی حکم میں نظر آتا ہے، تقسیم وراثت (ترکہ) تحدید وصیت، ممانعت سود، پس انداز دولت اور جائیداد پر محصول زکوۃ وغیرہ کی طرف اشارہ کافی ہے۔ جن کا اصول یہ تھا کہ دولت صرف مال داروں میں گھومتی نہ رہے اور مال داروں سے لئے ہوئے محصول سے مملکت کے محتاجوں کو روٹی مہیا کرنا اپنا اولین فریضہ سمجھے، اور اشتراکیت و سرمایہ داری کے تصادم کو پیش بینی کرکے شروع ہی دن سے ختم کر دیا۔

سندھ کے کنارے اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ ترکستان، ازبکستان یعنی سمرقند و بخارا اور تاشقند ہوتے ہوئے کاشغر تک عرب مسلمان پہنچ گئے اور شہنشاہ چین نے اپنا سفیر دمشق بھیج کر صلح کی درخواست کی۔ مزید مطالعہ کے لیے تاریخ الرسل والملوک ابو جعفر محمد بن جریر الطبری دار المعارف مصر 1985ء، سیرت انسائیکلوپیڈیا اللولو المکنون دار سلام لاہور کا مطالعہ ، معارف دائرہ سیرت ادارہ المعارف لاہور ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی ڈاکٹر محمد حمید اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ عمرانی سماجی حیثیت سے سماجی مشکلات، سماجی برائیوں کو دور کرنے میں آپ کا طرز عمل جتنا کامیاب رہا، کسی اور مصلح (رفارمر) کا نہیں رہا۔ اس کے علاوہ اسلامی سماجی اصلاحات کے بت پرستی، شراب نوشی کی ممانعت جوے اور سلے کی ممانعت مسلمانوں کی ایسی خصوصیت ہے کہ باقی دنیا بھی اب خواہی نخواہی اس کو ماننے پر مجبور ہو چلی ہے۔

۴۔ اخلاقی حیثیت سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف اچھے معلم اخلاق تھے بلکہ ایک نادر بات یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تعلیم کی سب سے پہلے خود تعمیل کر کے اوروں کے ساتھ زندہ نمونہ پیش فرماتے تھے۔ ایک باپ، شوہر اور دوست کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار اتنا بے داغ ہے کہ دشمن بھی، اس کو سراہے بغیر چارہ نہیں دیکھتے اور الامین سے خطاب کرنے پر مجبور تھے۔ راست بازی کے علاوہ خدا ترسی اور رحم دلی اور مروت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نمایاں ہیں، ان کی تفصیل اپنے موقع پر ہو گی۔ الصادق الامین

ڈاکٹر محمد لقمان سلفی ،رسول اللہ ﷺ بحیثیت معلم ڈاکٹر فضل الہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۔ مذہبی حیثیت سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک نیا دین پیش کرتے ہیں، جو دنیا میں اپنے لئے خود جگہ پیدا کر لیتا ہے، جو مذاہب کسی نسل سے مخصوص ہیں جیسے یہودیت یا سناتن دھرم ان سے تو بحث کی ضرورت نہیں، جو مذاہب عالمگیر ہونے کے مدعی ہیں، ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پھیلایا ہوا دین اسلام جو خصوصیت رکھتا ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ آسانی سے کوئی اور مذہب نہ پھیلا اور نہ پھیل رہا ہے،[1] اس کی ایک مثال یہ ہے کہ حجۃ الوداع میں ڈیڑھ لاکھ مسلمان موجود تھے۔ غرض تمدن انسانی کی تاریخ میں اسلام ایک نیا باب مرتب کرتا ہے نسل ورنگ اور زبان کے اختلافات کو نظر انداز کر کے، تقوی اور نیکوکاری کو باہمی تفوق کا معیار قرار دیتا ہے۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللهِ أَتْقَاكُمْ[2]

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز و مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔"

---

[1] The preaching of Islam پروفیسر تھامس آرنلڈ ادارہ نشریات لاہور خطبہ حجۃ الوداع

[2] الحجرات:۱۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اس طرح بنی نوع انسان کے باہمی تصادم کی ایک بڑی بنیاد کو نابود کر دینا ہے اس تخیل کو عمل میں لانے میں اسلام کو جو کامیابی ہوئی وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ ان سب کے علاوہ ایک بڑے فاتح اور زبردست فوجی ماہر کی زندگی، ایک کامیاب سیاست دان اور مدبر کی زندگی ہمارے لئے بہت سے سبق رکھتی ہے اور ایسی جامع شخصیت بھی ایک انسان تھی۔[1]

[1] اس دوران ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام حکمرانی" نامی کتاب لکھی، اس کا پہلا باب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کس لئے کیا جائے؟ تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ پھر دوسری کتاب "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی لکھی، اس کا پہلا باب بھی گیا ہے۔ مواد اور ماخذ بھی تفصیل سے بتائے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ دونوں کتابیں کافی مقبول ہوئی ہیں اور ایک سے زائد ایڈیشن ہندوستان اور پاکستان میں شائع ہو چکے ہیں۔ شائع کردہ: اردو اکیڈمی کراچی، دارالاشاعت کراچی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا خطبہ

اسلام کی ابتداء کے وقت عرب کے ہمسایہ ممالک کی حالت

جزیرہ نمائے عرب کی بنجر حالت، وہاں کے باشندوں کو ہمیشہ سے ترک وطن پر مجبور کرتی رہی ہے۔ عراق اور شام کی سرسبزی اور قربت جو دلکشی رکھتی تھی، اس کا نتیجہ یہ تھا کہ عربی نو آباد کاروں نے جلد ہی خود مختار سلطنتیں قائم کر لیں۔ سنہ عیسوی کی ابتداء میں، انجیل کے مطابق سینٹ پال کو دمشق میں حارث نامی ایک عرب بادشاہ سے سابقہ پڑا۔ بعد میں دمشق کے آس پاس کا علاقہ فسانی قبیلہ فہم قبیلہ والوں سے چھین لیتا ہے۔ ادھر عراق میں خیرہ میں دوسری حکومت قائم ہو جاتی ہے، ان کے علاوہ اور چھوٹی چھوٹی راج دھانیاں، عراق، شام اور فلسطین میں قائم ہو جاتی ہیں۔ ایرانی شہنشاہیت کا زور ہوتا ہے تو حیرہ اس کے ماتحت ایک باجگزار ریاست بن جاتا ہے تو غسانی، بازنطیوں کے ساتھ باجگزاری اور حلیمی کا معاہدہ کر لیتے ہیں۔

ایرانی، بحرین، عمان اور یمن تک پھیل جاتا ہے، تو شمال مغربی عرب، بازنطینیوں کے ماتحت آجاتا ہے، بازنطینی پالیسی تھی کہ شمالی عرب کے قبائل کو سالانہ وظیفے دیں اور نیز غسانی ریاست سے حاجز (بفر اسٹیٹ) کا کام لیں اور اس طرح خانہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بدوش بدوی قبائل کی لوٹ مارے شامی مرغزاروں کو محفوظ رکھیں، اس قسم کی سرحدی پالیسی ایران نے بھی اختیار کی تھی۔ ایرانی اور بازنطینی جنگوں میں عرب بھی اپنے حامی فریق کا ساتھ دے کر بردار کشی کیا کرتے تھے، عراق اور شام میں اسلام کی ابتداء کے وقت عرب اس کثرت سے آباد ہو چکے تھے کہ سیاسیات میں اس کا بہت اثر تھا۔ عرب مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ اول و خلیفہ دوم کے زمانہ میں فتوحات کا سلسلہ شروع کیا تو شام و عراق میں بسنے والے عربوں میں قومیت کی جذبات ابھرے اور انہیں وہ تمام مظالم یاد آگئے جو ایرانیوں اور بازنطیموں نے ان پر ڈھائے تھے۔[1]

بازنطینی حکومت اپنے زیر اثر علاقہ میں عیسائیت پھیلانے کی سر توڑ کوشش کر رہی تھی مگر اس زمانہ میں عیسائیوں میں فرقہ واری اختلافات بہت بڑھ گئے تھے۔ شہنشاہ ہرقل روما کی مغربی رومی شہنشاہیت میں اثر پیدا کرنے کی کوشش میں ان چیزوں سے غافل رہا اور مصریوں، حبشیوں اور شامیوں پر جو یونانی عیسائیت سے مختلف

[1] الملل والنحل عبدالکریم شہرستانی الفصل فی الملصل اھواء ابو محمد بن سعد ابن حزم مکتبہ بریل لندن 1339ھ، 1920ء، عیسائیت پروفیسر ساجد میر صاحب، محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ خضری بک، 1/13؛ معجم البلدان 3/312

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عقائد رکھتے تھے سخت مظالم کئے۔ مصر میں یہ اختلاف اتنا شدید ہو گیا تھا کہ خاصے طویل عرصہ سے اسکندریہ میں یونانی الطریق کے ساتھ ساتھ ایک قبطی بطریق کا تقرر ہونے لگا تھا اور ہر فرقہ دوسرے کے خلاف ہر وقت موقع کی تاک میں رہتا تھا۔ ان سے بھی مسلمان عربوں کو فتوحات کے زمانہ میں سابقہ پڑا۔

ایران میں بھی مختلف مذاہب میں جنگ تھی۔ اس اندرونی بے چینی کے ساتھ بیرونی مصیبتیں بھی کم نہ تھیں۔ ایرانی اور بازنطینی سلطنتوں میں کئی نسلوں سے مسلسل جنگ چلی آری تھی۔ حالات کبھی کسی کا ساتھ دے رہے تھے اور کبھی کسی کا۔ سنہ ہجری سے چند ہی سال پہلے ایرانی فوجوں نے بازنطینی حکومت سے شام، فلسطین اور مصر کے زرخیز صوبے چھین لئے تھے اور شہنشاہ ہرقل کو خود پائے تخت قسطنطنیہ میں یورپی دشمنوں سے سابقہ تھا مگر اس قابل شہنشاہ نے دس سال بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ ایران سے نا صرف اپنے کھوئے ہوئے تمام علاقے واپس لے لئے بلکہ نینوو (قریب موصل) کے مقام پر ایرانی شہنشاہ پرویز کو ایسی شکست دی کہ پھر اس کی سلطنت نہ سنبھل سکی۔ ایرانیوں میں شاہ گردی ہونے لگی اور ایران کے ماتحت دور دراز کے علاقوں میں شورش پھیل گئی۔ اسی زمانہ میں شہنشاہ ایران نے صدیوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حلیف حیرہ کی باجگزار ریاست کو بو البوسی کے تحت ایک معمولی بات پر ناراض ہو کر ختم کر دیا۔ وہاں کے حاکم منذر کو اس نے قتل کر دیا اور حیرہ ایک معمولی ایرانی صوبہ بن گیا۔ اس علاقہ میں جو عربی ایرانی سرحد پر تھا ایرانی اثر کی کمی کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس واقعہ کے چند ہی سال بعد مقتول شاہ منذر کے حلیف قبائل نے ایران کی ایک بڑی سرکاری فوج کو ذو قار نامی مقام پر شکست فاش دی اور عربوں کے دلوں سے ایرانی خوف یک قلم جاتا رہا۔

سلطنتوں کی جنگ ان کی اندرونی معاشی حالت تباہ کر دیتی ہے اور کسان وصناع (کاریگر) فوج میں بھرتی ہوتے ہیں تو ذرائع آمدنی بھی بند ہو جاتے ہیں۔ ایرانی اور بازنطینی سلطنتوں کا اس وقت یہی حال تھا۔ باوجود ایران پر فتح کے بازنطینی حکومت نے شمالی عرب کے قبائل کے وظیفے بند کر دیئے۔ جس پر یہ لوگ مسلمانوں کی فاتحانہ سرگرمیوں میں اپنے سابق حالی کے خلاف دل و جان سے حصہ لینے لگے اور علاوہ فوج میں بھرتی ہونے کے رہنمائی، چارے کی فراہمی اور دشمن کی جاسوسی کرنے لگے۔ شام میں یہودی کاروبار پر چھائے ہوئے تھے مگر اس بدقسمت قوم کو ہر وقت مصائب ہی کا سامنا تھا۔ کہتے ہیں ایران کو انہوں نے شام و فلسطین کی فتح میں مدد دی۔ جب ہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قل نے یہ صوبے دوبارہ واپس حاصل کر لئے تو یہودیوں پر باوجود وعدہ کے پہلے سے زیادہ مظالم ہونے لگے۔ مسلمانوں کی رواداری اور انصاف کی دھوم تھی اس لئے یہودیوں نے بھی فتوحات میں مسلمانوں کو بڑی مدد دی۔ عرب، قدیم زمانے سے بین الممالک تجارت میں ایک درمیانی کڑی کا کام دیتے تھے اور ہندوستان وغیرہ کا مال عربی کارواں، یورپ پہنچاتے تھے اور ان کی گزراوقات کا یہ ایک بڑا ذریعہ تھا۔

اس زمانہ میں بازنطینی تاجروں نے بحر قلزم (بحرہ احمر، ریڈی) میں بحری حمل و نقل شروع کر دی اور عرب اپنے روزگار سے محروم ہو گئے اور بے چینی کے عالم میں ہر کسی کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئے۔ عرب کی اندرونی حالت یہ تھی کہ اس کے کچھ ساحلی اور سرحدی علاقے اجنبی شہنائیوں کے زیر ماتحت تھے ورنہ ہر جگہ قبیلہ داری افراتفری تھی۔ ان قبائل میں خانہ جنگی ختم نہ ہونے ولا سلسلہ جاری تھا۔ جس سے ان کے سمجھ دار افراد اب تنگ آچکے تھے۔ مذہبی حیثیت سے وہاں کوئی یکسانی نہ تھی، ایک ہی گھر میں کئی کئی مذہب تھے۔ عیسائیت، یہودیت، مجوسیت، ستارہ پرستی، بت پرستی، لامذہبیت اور مادیت سب ہی کچھ پائے جاتے تھے۔ [1]

[1] تاریخ الاسلام ووفایات المشاہیر الأعلام قسم السیرہ والمغازی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی 748 دارالکتب العربی بیروت، 1407 / 1987ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عربوں میں بعض نہایت عمدہ صفات تھیں ۔ صبر ، سادگی ، محنت ، جوش ، سردار کی اطاعت، نڈر پن وغیرہ۔ انہیں اپنی صلاحیتوں کا احساس نہ تھا اور ان کی قوتیں اکارت جاری تھیں۔ضرورت تھی کہ کوئی آہنی ارادہ والا ان سب کو ایک مرکز پر جمع کرتا اور ہمسایہ ممالک کو اس بری حالت سے نجات دلاتا۔

عربوں میں بعض نہایت عمدہ صفات تھیں۔ صبر، سادگی ، محنت ، جوش ، سردار کی اطاعت، نڈر پن وغیرہ۔ انہیں اپنی صلاحیتوں کا احساس نہ تھا اور ان کی قوتیں اکارت جاری تھیں۔ ضرورت تھی کہ کوئی آپنی ارادہ والا ان سب کو ایک مرکز پر جمع کرتا اور ہمسایہ ممالک کو اس بری حالت سے نجات دلاتا۔اوپر بیان کئے ہوئے حالات سے کہیں یہ خیال نہ کیا جائے کہ مسلمانوں کو کوئی خاص دشواری پیش نہ آئی۔ باہمی آویزش کے باعث بازنطینی اور ایرانی سلطنتیں خواہ کتنی ھی کمزور کیوں نہ ہو چکی ہوں وہ بہر حال سلطنتیں تھیں، جن میں سے ہر ایک لاکھوں مربع میل کے رقبہ پر صدیوں سے حکمراں تھی۔ ان کے پاس باقاعدہ فوجیں تھیں۔ انتظام مملکت کے تمام ادارے تھے۔ آمدنی کے مستقل ذرائع تھے۔ یہ دونوں ملک تمدنی اور ذہنی حیثیت سے بہت ترقی یافتہ تھے اور ان دونوں کا اس زمانہ میں دنیا کی عظیم سلطنتوں میں شمار تھا اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مقابل نوخیز عربی مملکت کو وجود میں آئے یہ مشکل چند سال ہوئے تھے۔ اس کے پاس حکمرانی کی روایتیں مطلق نہ تھیں۔ عربوں کی بڑی سے بڑی قوت کو اب تک بازنطینی یا ایرانی سرحدی صوبے کی محافظ فوج ہی آسانی سے دباتی آرہی تھی مادی کمزوری بلکہ بے سروسامانی کے ساتھ یہ امر کچھ کم حیرت انگیز نہیں کہ ان عربوں نے بیک وقت دونوں ہمسایہ سلطنتوں سے جنگ کی پھر عربی فتوحات کی رفتار تاریخ عالم میں ایک ریکارڈ ہے جسے اب تک نہیں توڑا جا سکا اور ناپولیوں (نپولین) جیسے فاتح عالم کو اس پر رشک رہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا خطبہ

آغاز اسلام کے وقت شہر مکہ کی حالت

اس بات کا پیش نظر رکھنا دلچسپی سے خالی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر، ہم وطن کیسے ہوا کرتے تھے۔ جب ان کا مقابلہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا جائے گا تو فرق اچھی طرح سمجھ میں آجائے گا۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ انسان پہلے قبائلی زندگی بسر کرتا تھا، پھر خود مختار شہر بنے، اس کے بعد ملتیں وجود میں آئیں۔ جن کے تحت ایک سے زائد شہر ہوتے تھے۔ آغاز اسلام کے وقت تک عرب، خاص کر حجاز میں کوئی مملکت وجود میں نہیں آئی تھی۔ لوگ یا تو خانہ بدوش قبائل پر مشتمل تھے یا خود مختار شہروں میں جیسے مکہ، طائف اور مدینہ وغیرہ۔[1] اکثر قبائل کے دو حصے ہوتے۔ قدامت پسند بدوی رہنا پسند کرتے، ان میں سے کچھ شہری

---

[1] اخبار مکہ فی قدیم الدحر دیث ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن عباس 2080 مکتبہ حدیث مکہ مکرمہ، 1407 / 1986 ؛ اخبار مکہ وما جاء فیھا من الاثار ابو الولید محمد بن عبد اللہ بن احمد الازقی دار الثقافہ مکہ مکرمہ 1399ھ / 1979ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زندگی کی جدت اختیار کر لیتے اور بدویوں کو حقارت سے دیکھتے۔ یہ خود مختلف شہر جنہیں شہری مملکت (سٹی اسٹیٹ) کہا جا سکتا ہے، انفرادیت کی جگہ اجتماعیت کی تحت تھے۔ مکہ کے حالات خاص کر دلچسپ ہیں۔ یہاں مختلف عہدے بجائے تقرر کے ذریعہ پر ہونے کے موروثی چلے آرہے تھے۔ سپہ سالار علم بردار، قومی عبادت خانہ کے منتظم خطیب و سفیر جسے وزیر خارجہ کہا جا سکتا ہے، خون بہا اور دیگر جرمانوں کا نگران، اور اسی طرح کے متعدد دیگر عہدیدار پائے جاتے تھے۔ شہر میں ایک دارالندوہ بھی تھا۔ جس میں چالیس سال سے زیادہ عمر کے باشندے شریک ہو سکتے تھے اور یہیں بحث ومباحثے کے ذریعہ تمام اہم امور طے ہوتے تھے۔ مکہ کاروانی راستوں کا ایک اہم جنکشن تھا۔ شام، یمن اور طائف کے راستے یہیں ملتے تھے لیکن جس مقام پر مکہ آباد ہے وہ مقام محض نا قابل زراعت ہے۔ پانی کی بھی بڑی کمی ہے۔ پھر بھی شہر میں کاروبار خاصہ ہوتا تھا۔ (مؤرخ ابن قتیبہ نے اپنے کتاب المعارف میں ان مختلف بستیوں کی تفصیل دی ہے جو مکہ میں شمار کئے جاتے تھے)۔ ان میں زیادہ اہم تجارت کا پیشہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا (ہاشم) کے زمانہ میں کی تاجروں کی سفارت نے قیصر روم حبش کے نجاشی، ایران کی کسری اور یمن وغیرہ کے امراء وشیوخ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس بات کے اجازت نامے، منشور (چارٹر) حاصل کر لئے تھے کہ مکی کارواں، ان تمام علاقوں میں تجارت کے لئے آیا جایا کریں گے۔ یہ کارواں موسم گرما میں شام اور مصر جایا کرتے تھے اور موسم سرما میں یمن اور دیگر جنوبی علاقوں کو[1] مکہ کی اس

[1] اسلام آیا تو جہاں زندگی کے مختلف شعبوں میں ترقی ہوئی تجارتی کاروانوں میں بھی ترقی ہوئی۔ شمالی افریقہ کے انتہائی مغربی ملک مراکش سے دو دو، تین تین ہزار لدے اونٹوں کے کاروان تجارتی سامان لے کر الجزائر، تیونس، طرابلس (لیبیا) سے ہوتے ہوئے قاہرہ مصر پہنچے۔ پھر قاہرہ، اسکندریہ ہوتے ہوئے تین تین ہزار اونٹوں کے تجارتی کارواں دمشق پہنچے اور وہاں ایک ماہ قیام کرتے پھر موصل کی راہ یہ تجارتی کارواں بغداد پہنچتے اور وہاں ماہ دوماہ قیام کرتے۔ بغداد سے تجارتی کارواں ایران کے شہر اصفہان پہنچتے جو اس زمانہ میں ایک ترقی یافتہ، بارونق شہر تھا اور یہ کہاوت مشہور تھی کہ جس نے اصفہان نہ دیکھا دنیا نہ دیکھی اور جس نے اصغبان دیکھ لیا، تہائی دنیا دیکھ لیں۔ اصفہان سے افغانستان کی راہ دو تین ہزار اونٹوں کے تجارتی کارواں لاہور پہنچتے اور لاہور سے دہلی پہنچے۔ بلبہار شاہ کا راستہ پہاڑوں اور جنگلوں سے پٹا ہوا تھا۔ اس لئے تجارتی کارواں دہلی سے احمد آباد پھر احمد آباد سے دولت آباد پہنچتے اور دولت آباد سے بیدار ہوتے ہوئے گولکنڈہ پہنچے جو تجارتی کاروانوں کی آخری حد تھی۔ گولکنڈہ سے ہیرے، گرم مصالحے وغیرہ لے کر یہ تجارتی کارواں واپس ہوتے۔ بغداد، اصفہان ہوتے ہوئے تجارتی کارواں ترکستان کے شہر سمرقند و بخارا اور تاشقند ہوتے ہوئے کاشغر پہنچتے اور کاشغر سے تجارتی کارواں چین پہنچتے۔ ان تجارتی کاروانوں کی بدولت اسلامی دنیا میں ایک خوشحالی کا دور دورہ تھا مسلمانوں کی بری کاروانی تجارت اور بحری تجارت پر ایک مقالہ لکھا جا سکتا ہے۔ بصرہ ایک بین الاقوامی بندرگاہ تھا جہاں ایک طرف چین اور ہند اور سندھ کے جہاز لنگر انداز ہوتے تو دوسری جانب بقول خطیب بغدادی افریقہ اور یورپ کے جہاز بھی لنگر انداز ہوتے تھے اور سوئیڈن اور ناروے کا سامان اور غلام بھی فروخت کے لئے آتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جغرافیائی اور معاشی اہمیت کے باعث باز نطینی حکمراں اس بناء پر اپنا اثر و نفوذ قائم کرنے کی برابر کوشش کرتے رہے۔ چنانچہ مؤرخ ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ قصی نے قیصر روم ہی کی مدد سے خزاعیوں کو مکہ سے نکال باہر کیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد قیصر کو مکہ اپنے ماتحت ہونے کا یقین ہو گیا۔ خاص کر ہاشم کے تجارتی معاہدہ کی وجہ سے اس کے چند دنوں بعد بھی (سیرت ابن ہشام) کے مطابق تحریک اسلام شروع ہونے سے کچھ ہی پہلے قیصر روم نے عثمان بن الحویرث کو ایک باقاعدہ تاج عطا کر کے مکہ کا بادشاہ نامزد کیا۔

گو مقامی اہل حل و عقد کی ایک مخالفت کے باعث عثمان دل شکستہ ہو کر شام واپس پہنچ گیا اور وہیں مر گیا۔

عرب میں بہت سے میلے لگتے تھے، جو یکے بعد دیگرے مختلف علاقوں میں، مختلف مقاموں پر جمتے اور سال بھر میں پورے جزیرہ نمائے عرب کا دورہ ہو جاتا۔ عرب تاجر ایک سے زیادہ میلوں میں شریک ہوتے اپنا مال فروخت کرتے اور ضرورت کی چیزیں خریدتے۔ میلے کے مقام تک جانے میں اکثر ایک سے زائد قبائل کی سرزمین سے گزرنا پڑتا۔ جان و مال کی حفاظت کے لئے ایسے قبائل سے حلیفی کا ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکمل نظام ملک میں قائم ہو چکا تھا۔ خاص کر مکہ کے قریش قریب قریب تمام بڑے قبائل سے حلیفی پیدا کر چکے تھے۔ چونکہ حلیف کا حلیف بھی حلیف سمجھا جاتا تھا اس لئے قریش پورے ملک میں آزادانہ پھر سکتے تھے اور خود قریشی حفاظت کے اکثر افراد و قبائل جو یہاں رہتے تھے، میلوں کے زمانہ میں اکثر حرام مہینے آتے۔ مکہ والے عمرہ کے زمانہ یا رجب میں اور حج کے زمانہ یعنی ذی قعدہ و ذی الحجہ اور محرم میں خون ریزی کو حرام سمجھتے۔ دیگر مقامات پر دیگر مہینے تھے۔ عموماً میلے اور جاتر ایا حج ایک ہی زمانے میں ہوتے تھے۔

اس میں دور دور سے لوگ آتے اور مذہبی و معاشی مفاد ایک وقت میں حاصل کرتے۔ کارواں مختلف اسٹیشنوں پر ٹھہرتے، وہاں کے باشندے پانی اور غذا فراہم کر کے اپنا روزگار حاصل کرتے۔ جس مقام پر میلہ لگتا، اس مقام کا شیخ یا حاکم عموما عشر دس فی صد محصول درآمد) وصول کرتا۔ خود مکہ میں بھی ایسا ہوتا بعض جگہ میلے میں سب سے پہلے مقامی شیخ اپنا مال فروخت کرتا۔ اس کے بعد دوسرے تاجروں کو اجازت ملتی۔ طائف اور مکہ کے قریب عکاظ (ایک بازار کا نام) میں جو میلہ لگتا اس کو نہ صرف معاشی بلکہ علمی اور سیاسی اہمیت بھی حاصل تھی۔ یہاں پنچائتیں ہوتیں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبائلی جھگڑوں کا فیصلہ ہوتا۔ خون بہا ادا کیا جاتا۔ بیوی پسند کی جاتی۔ نثر و نظم میں کمال رکھنے والے اپنے جوہر دکھاتے، دنگل میں کشتیاں وغیرہ ہوتیں۔ خود مکہ کے آس پاس متعدد میلے لگتے تھے۔ مقامی پیداوار میں زیادہ تر کھجور، چمڑے، گوند، جانور فروخت کے لئے آتے ۔ ہتھیار، عطر اور خوشبودار دوائیں، جواہرات اور دوسری چیزیں بھی فروخت کے لئے آتیں۔ غلہ زیادہ تر درآمد ہوتا۔

مکہ والوں میں گانے، شراب اور جوابازی کا شوق بہت تھا۔ اسی طرح قصے کہانیوں سے انہیں بڑی دلچسپی تھی اور چاندنی رات میں اکثر جلسے ہوا کرتے تھے۔ آبادی کی تقسیم کے لحاظ سے بدویوں میں مہمان نوازی اور بات کا پاس زیادہ ہوتا۔ شہریوں میں ہوشیاری اور چالاکی زیادہ نظر آتی تھی۔ مگر لوٹ مار کی مہمیں زیادہ تر بدوی قبائل کی جانب سے کی جاتیں۔ مکہ والوں میں دختر کشی کی رسم بھی بہت پھیلی ہوئی تھی، عام اخلاقی حالت بھی کمزور تھی ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی کے زمانہ میں انہوں نے ایک انجمن حلف الفضول بنائی تھی[1]، جن کا منشاء مظلومین کی مدد

[1] ان یونیورسٹی لیکچروں کے بعد ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے سیرت طیبہ پر دو اعلیٰ تحقیقی کتابیں لکھیں: ایک عہد نبوی کا نظام حکمرانی۔ دوسرے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی ان دونوں میں حلف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں شریک ہوئے تھے اور اسلام کے ابتدائی زمانہ میں بھی اس انجمن کے رضاکاروں سے بڑے بڑے سرغنے گھبراتے تھے جنگی قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کر دیا جاتا تھا۔

الفضول پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ حلف الفضول میں شریک ہونے والوں نے جو حلف اٹھایا تھا وہ یہ ہے:

اللہ کی قسم! ہم سب مل کر ایک ہاتھ بن جائیں گے اور مظلوم کے ساتھ رہ کر اس وقت تک ظالم کے خلاف ہاتھ اٹھا ہوا رہے گا تا آنکہ وہ ظالم اس مظلوم کو حق ادا نہ کر دے۔ حلف الفضول کی تفصیل کے لئے دیکھئے: ڈاکٹر محمد حمید اللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی۔ آج ہندوستان، بنگلہ دیش اور پاکستان ہی نہیں بلکہ ساری دنیا میں "انجمن مظلومین" قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ اخبار مکہ، 2/31

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھا خطبہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات نبوت سے پہلے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام و نسب یہ ہے: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔[1] قدیم زمانہ میں مکہ پر جنوبی عرب کا قبیلہ خزاعہ قابض تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ قصی بن کلاب شمالی عرب کے قبیلہ قضاعہ سے نسبت رکھتے تھے ان کا نسب حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام سے ملایا جاتا ہے۔ قصی نے اپنے قبیلہ اور اس کے حلیفوں کی مدد سے مکہ پر قبضہ کر لیا اور قبیلہ خزاعہ کو نکال باہر کیا۔ ان ہی نے مکہ میں شہری مملکت حاصل کی۔ اپنی

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل النسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث 22 76 ؛ صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، رقم 7

بوقت ولادت نبوت کے ارتحصات اور ارشادات کے لیے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں کہ خود اپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا کا نتیجہ ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری کا مصداق ہوں میں بطن مادر میں ہی تھا کہ میری والدہ کو خواب نظر آیا کہ ان کے وجود مبارک سے ایک نور نکلا جس سے علاقہ شام میں بصرہ شہر کے محل چمک اٹھے مسند احمد، 1/ 127 ۔ 5/262 مجمع الزوائد، 8/212

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زندگی میں وہ سب سے باثر سردار تھے۔ ان کی وفات پر ان کی اولاد میں ان کی اختیارات تقسیم ہوتے گئے اور مختلف شہری عہدوں پر قبضہ، بھائیوں میں رقابت کا باعث بنا، یہ رقابت دو بڑے حریف گھرانے قائم کرانے کا باعث ہوئی۔ ایک بنی ہاشم بن عبد مناف کا، دوسرا بنی امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے زمانہ میں یہ اختلاف اور رقابت بہت کچھ مستحکم ہو چکی تھی۔ ہاشم بڑے ماہر تاجر تھے۔ انہوں نے شام حبش، مصر و ایران کے حکمرانوں سے تجارتی اجارہ حاصل کر لیا تھا۔ تفسیر سورہ القریش اس پر ڈاکٹر صاحب کا تفصیلی مقالہ شائع ہوا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خالص مکی نسل کے نہ تھے۔ ننھیال طائف کا تو دادی کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ مدینہ والوں سے تھا اور مدینہ کے بنی النجار سے یہ رشتہ ہر وقت تازہ رکھا جاتا تھا؟ ایک مرتبہ عبد المطلب کے حقوق کی حفاظت کے لئے مدینہ والوں کی فوجی مدد مکہ آئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ جب کبھی شام، تجارت کے لئے جاتے تو مدینہ میں بھی ضرور اپنے رشتہ داروں کے ہاں ٹھہرتے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والدہ کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے تھے اور وہیں تالاب میں تیرنا سیکھا۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً چھ سال کی ہوگی۔

یمن میں قبیلہ نجران عیسائی ہو چکا تھا۔ ایک یمنی سردار ذونواس نے ان پر سخت مظالم کئے اور وہاں قتل عام کیا تھا۔ ان اصحاب الاخدود کا انتقام لینے کے لئے حبش کے عیسائیوں نے یمن پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ انہوں نے وہاں عیسائیت پھیلانے کی بڑی کوشش کی۔ ان کے پایۂ تخت کا کلیسا، جس کا نام قلیس تھا، عیسائیت کا عرب میں سب سے بڑا مرکز تھا۔ مکہ کے کعبہ سے ان حبشی عیسائیوں کو حسد تھا اور اس بت پرستی کے مرکز کو وہ اپنے مذہب کی ترویج میں بڑی رکاوٹ سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے مکہ پر حملہ کیا۔ ان کی فوج میں ایک ہاتھی بھی تھا جسے عربی مؤرخ محمود کہتے ہیں۔) ممکن ہے یہ لفظ Mammoth گرانڈیل ہاتھی ہو (مگر اصحاب الفیل قدرتی حوادث کا شکار ہو گئے اور ناکام واپس ہو گئے۔ اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے حبشی بوجہ علالت وہیں رہ گئے، اپنے سردار کا ساتھ نہ دے سکے۔ بعد میں ان حبشیوں کا ذکر اکثر مکہ کی تاریخ میں ملتا ہے جو مکہ والوں کے ملازم ہو کر ان کی کاروانوں کی بطور محافظ فوج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے نگہبانی کرنے اور کاروانوں کے ساتھ جاتے۔ ۵۷۰ عیسوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حمل ہی میں تھے کہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ مکی رواج کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے ابتدائی چند سال اپنی دودھ پلانے والی اپنی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا) کے ساتھ صحراء میں بسر ہوئے، اس کا اثر بچوں پر یہ ہو سکتا ہے کہ ان کے مزاج میں سادگی پیدا ہو۔ اپنا کام آپ کرنے کی عادت پڑے۔ کھلی فضا میں چلنے، پہاڑوں پر چڑھنے اور میدانوں میں دوڑنے سے صحت اچھی ہو، شہر میں غیر ملکی تاجروں وغیرہ کی آمدورفت وقیام سے زبان میں بھی الفاظ کی آمیزش ہو جاتی ہے۔ بدوی قبائل میں رہنے سے پاک صاف اور خالص عربی زبان سیکھنے کا موقع ملے۔ چند سال بعد ماں حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا اور پھر دادا حضرت عبدالمطلب کا بھی انتقال ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حقیقی چچا حضرت ابو طالب کے پاس رہنے لگے۔[1]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کم سنی کے زمانہ میں قریش مکہ کے بعض قبائل

---

[1] تفصیل کے لیے: تفسیر سورہ البروج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے لڑائی مول لی تھی اس جنگ کا نام حرب فجار ہے۔ اس میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچاؤں کے ساتھ شرکت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے کم سن تھے کہ صرف اپنے رشتہ داروں کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے تھے۔ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوجوان ہی تھے کہ چند مکہ والوں نے ایک انجمن امداد بے کسان قائم کی۔ اس کا نام "حلف الفضول" تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑے شوق وذوق سے اس رضاکاری میں اپنا نام لکھایا۔ اس انجمن کا ملک میں معلوم ہوتا ہے کہ خاصہ اثر رہا ہے۔ بعد میں ایک مرتبہ نبوت ملنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مجھے وہ دن خوب یاد ہے جب میں نے حلف الفضول کے تاسیسی جلسہ میں شرکت کی۔ اگر آج بھی کوئی اس کی دہائی کر کے مجھے بلائے تو میں اس کی مدد کو دوڑوں۔ مجھے اس میں شریک ہونے کا جو فخر حاصل ہے اس سے میں سرخ اونٹوں کے عوض بھی دست بردار ہونے پر آمادہ نہیں۔)[1]

[1] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، دارالفکر، بیروت، 2/ 315؛ الطبقات الکبری، 8/ 129؛ السیرہ النبویہ لابن ھشام جلد2 /182 اس روایت کی سند صحیح مرسل ہے حمید کی روایت اس کی تائید کرتی ہے جس کی بنیاد پر یہ روایت مضبوط ہو جاتی ہے حرب فجار حرف الفضول نام رکھنے کی وجہ انھایۃ فی غریب الحدیث والعصر جلد3 صفحہ456 مادالفاء مسند احمد جلد2 صفحہ 122 جلد دوم صفحہ 209

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نوعمری میں ایک مرتبہ کعبہ کی نئے سرے سے تعمیر ہونے لگی تھی۔ اس مقدس حجر اسود کو اس کے مقام پر نصب کرنے کی عزت حاصل کرنے کے لیے مختلف سرداروں میں کشمکش ہونے لگی۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ کو حکم (ثالث) بنایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فیصلہ کیا اس سے آپ ﷺ کی اعلی ذہانت اور بلند خیالی کا پتہ چلتا ہے اور اس فیصلہ کو سب لوگوں نے ہنسی خوشی تسلیم کیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پتھر کو ایک چادر پر رکھا اور ہر قبیلے کے ایک ایک نمائندہ نے اس چادر کے کونوں کو پکڑ کر اٹھایا۔ جب وہ اس مقام کے قریب لایا گیا جہاں اسے نصب کرنا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خود اپنے دست خاص سے جما دیا۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور سرپرست ابو طالب تجارتی سفر پر فلسطین گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساتھ رہے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بارہ سال کی ہوگی۔ بصری ایک مقام ہے جو بیت المقدس اور دمشق کے بیچ میں واقع ہے اور قدیم سے ایک عیسائی مرکز رہا ہے اور تجارتی راہوں کا جنکشن بھی۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہاں ایک کلیسا میں بحیرا نامی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راہب سے ملاقات ہوئی۔ میرا غالباً اس کا لقب ہوگا، کیونکہ اس لفظ کے معنی ہیں "عالم وفاضل"۔ اس واقعہ کی تفصیلات میں محدثین ومورخین کو بہت سی ایسی باتیں ملی ہیں جن کی بنا پر پورے واقعہ کی صحت مشکوک ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ معلوم کرنا دشوار ہے کہ صحیح واقعہ کتنا ہے اور رنگ آمیزی کتنی؟۔ (نوٹ آپ ﷺ کا ملک شام کی طرف سفر کرنا امام ترمذی کے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو موسی اشعری سے روایت ہے تفصیل کے لیے مطالعہ کے لیے فقہ سیرہ نبویہ دقتور محمد رمضان البتوتی صفحہ 55، 54)

ایک سریانی کی کتاب حال میں دریافت ہوئی ہے جو غالباً آٹھویں صدی ہجری میں تالیف ہوئی ہے۔ اس میں ایک قصہ ہے اور مؤلف الیسوع لیب نے جو ایک عیسائی ہے، بتایا ہے کہ بحیرا نامی ایک راہب تھا جو بڑا بد عقیدہ شخص تھا۔ اس کتاب پر یورپی مؤلفوں کی تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس میں محض فرضی قصہ ہے جس کے ضمن میں یہ باور کرانا مقصود ہے کہ ایک بد عقیدہ جاہل شخص سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند نامکمل حقائق خدا وغیرہ کے متعلق معلوم کئے اور انہیں کو ایک نئے مذہب کی صورت میں پھیلایا اور یہ کہ لوگوں کو چاہیئے کہ حقیقت وصداقت معلوم کرنا، تو عیسائیت کی طرف رجوع کریں۔ بہر حال یہ امر ناممکن نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات اس سفر میں ایک یا زیادہ راہبوں سے ہوئی ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ شام اور فلسطین میں اس زمانہ میں قدم قدم پر کلیسا اور راہب گاہیں تھیں، اور کارواں جہاں ٹھہرتے وہاں ان کو ہر قسم کے لوگوں سے سابقہ پڑتا تھا۔[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تجارت میں حصہ لیا کرتے تھے۔ مسند احمد بن حنبل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بحرین وعمان میں طویل سفر کا ذکر ہے یہ بھی غالباً تجارت کے سلسلہ میں تھا مگر اس کی تاریخ متعین کرنی دشوار ہے آپ ﷺ کی دیانت وامانت کی روز بروز شہرت ہوتی گئی اور اس زمانہ کے قاعدہ کے مطابق سفر پر جانے والے تاجر کو بہت سے لوگ اپنا مال سپرد کرتے تھے اور نفع کا ایک معقول حصہ تاجر کو ملتا۔ متعدد صحابہ کرامؓ نے شہادت دی ہے کہ قبل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے تجارتی تعلق رہا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تجارتی معاملات میں کسی کو شکایت کا موقع نہیں دیتے تھے اور اپنا مال دوسرے کے سپرد کرکے تجارت کراتے تو کبھی جھگڑا اور تکرار نہیں کرتے تھے۔

---

[1] تفصیلی مطالعہ کے لیے پروفیسر ابراہیم خلیل مصری پادری تھے بعد ازاں اسلام قبول کیا اسمانی ادیان کے مطالعہ کے بعد کتابیں لکھیں محمد فی التوراۃ والانجیل ولا قرآن اس میں انہوں نے حقانیت محمد ﷺ کو ثابت کیا اس طرح احمد دیدار کی کتاب کا ترجمہ ماذا یقول الکتاب المقدس پروفیسر نور حسین اور وقار عظیم ندوی کی کتاب حضرت محمد ﷺ مقدس ہستی کتابوں میں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دور کا رشتہ تھا۔ ان کا مال لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو مرتبہ یمن اور کم از کم ایک مرتبہ شام گئے۔ اس آخری سفر سے واپسی پر بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت اور امانت کی اتنی گرویدہ ہو گئیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد کر لیا۔ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا اسوقت بیوہ تھیں اور چالیس سال کی عمر تھی[1]۔

---

[1] حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزہ بن قصیب بن کلاب نہایت شریف النفس اور سائع نظر خاتون تھیں ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر عام روایتوں میں چالیس سال کی تھی لیکن مورخ ابن قتیبہ کے استاد محمد بن حبیب کے مطابق وہ اٹھائی سال کی تھیں۔ محمد بن حبیب، کتاب المجر) اسی طرح مورخ ابن سعد کا بیان ہے: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے جس روز رسول ﷺ نے نکاح کیا، بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھائیس سال کی تھی۔ اور ان کا مہر بارہ اوقیہ تھا اور اس طرح آپ ﷺ کی ازواج کے مہر تھے (ابن سعد، طبقات، ج۸، تذکرہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تجارتی کاروبار: مورخ طبری نے لکھا ہے: خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی نہایت شریف تاجرہ تھیں۔ دوسرے لوگ ان کے مال سے تجارت کرتے تھے اور منافع میں سے وہ کچھ ان کو دے دیا کرتی تھیں، قریش تاجر قوم تھی چنانچہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ سلم کی راست گفتاری، امانت داری اور نیک کرداری کا علم ہوا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا اور درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرا مال تجارت لے کر شام جائیں۔ میں اب تک دوسرے تاجروں کو منافع میں جس قدر دیتی تھی، اس سے زیادہ دوں گی اور اپنے غلام میسرہ کو ساتھ کر دوں گی۔ آپ نے یہ تجویز منظور فرمالی اور ان کا مال لے کر روانہ ہوئے۔ (تاریخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طبری ص ۱۱۲۷، نیز ابن سعد طبقات ص ۸۳) ملک شام کے شہر بھرٹی پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سامان لاد کر لائے تھا، بیچ دیا اور جو سامان خریدا تھا، خرید لیا۔ ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، انہوں نے اس مال کو جو ملک شام سے لائے تھے جب فروخت کیا تو دوچند یا قریب قریب دوچند نفع ہوا۔ تاریخ طبری، عہد رسالت، ص ۱۳۸، نیز ابن سعد، ص ۸۳، نیز عہد رسالت، ص ۱۰۱)۔ مورخ ابن سعد نے نفیسہ بنت امیہ خواہر لعلی بن امیہ سے روایت بیان کی ہے کہ وہ کہتی تھیں: خدیجہ رضی اللہ عنہا صاحب شرف، بڑی مالدار اور اور بانی ہیں جو اپنا تجارت ملک شام بھیجتیں تھیں، چنانچہ انکا کارواں، قریش کے اکثر لوگوں کے کارواں کے برابر ہوتا تھا اور وہ لوگوں سے تجارت کراتی تھیں اور انہیں حضاریت (یعنی سرمایہ اور محنت کی شرکت) پر مال دیتی تھیں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس برس کی ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت، دیانت اور راست بازی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام امین ہو گیا تھا تو خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیام بھیج کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے غلام میسرہ کے ہمراہ بغرض تجارت ملک شام جانے کی درخواست کی اور کہا: میں آپؐ کو اس کا دوچند دوں گی جتنا آپ ﷺ کی قوم کو دیتی ہوں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور کر لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بازار بصری تشریف لے گئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا وہ مال تجارت فروخت کر ڈالا جو آپ ﷺ لے گئے تھے اور دوسرا مال تجارت خرید لیا اور اسے ساتھ لے آئے۔ چنانچہ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جتنا منافع ہوا کرتا تھا اس کا دوچند ہوا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنا دینے کو کہا تھا، اس کا دوچند آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا۔ نفیسہ نے کہا: کہ پھر بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خفیہ طور پر مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تاکہ میں ان سے نکاح کا پیام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کروں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور کر لیا۔ (ابن سعد، طبقات، ج ۸، تذکرہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تجارتی کاروبار مسلمان مردوں اور عورتوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال کی تھی چنانچہ آنحضرت ﷺ سے آپ کو کئی بچے ہوئے۔" اس نکاح کے بعد آنحضر صلی الہ علیہ وسلم زیادہ تر خیرات، یتیموں، بیواؤں اور بیکسوں کی خدمت اور نیکوکاری میں زندگی بسر کرنے لگے اور طبیعت مجاہدے اور عزت گزینی کی طرف مائل ہونے لگی اور وہاں رویائے صادقہ اور دیگر روحانی امور کے ذریعہ نبوت کے اہم کام کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت ہوتی رہی اور یہ وہ زمانہ ہے جب ملک میں حق کی تلاش اور مذہب کی طرف میلان پیدا ہو رہا اور بڑھ رہا تھا اور قدرت مکہ والوں میں ان کے شاندار مستقبل کی اہلیت پیدا کر رہی تھی۔

لئے ایک درس عمل ہے اور پھر سے عالمی تجارت میں حصہ لے کر سرخرو ہوسکتے ہیں۔ تفصیلات کے لیے مجمع الزوائد 8 / 256 تاریخ الاسلام (السیرۃ) للذہبی جلد 1 صفحہ 64 فتح الباری 4/ 237، الطبقات الکبریٰ 8/ 415 صحیح مسلم فضائل صحابہ بعد میں فضائل خدیجہ المومنین حدیث 24 36

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچواں خطبہ

نبوت سے ہجرت تک کے حالات وواقعات

یہ مختصر مگر پر آشوب زمانہ ۶۱۰ ء تا ۶۳۲ ء اگر واقعات اور کامیابیوں کے لحاظ سے کوئی خاص خصوصیت رکھتا ہے تو وہ شاید یہی ہے کہ تاریخ اسلام کے چند بہترین کردار اس زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے جو تن من دھن سب کچھ انسانیت کی خدمت کے لئے لٹانے پر ہر آن ہر گھڑی مستعد پائے گئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نبوت سے سرفراز اور تبلیغ پر مامور ہوئے تو پہلے اپنے خاص دوستوں پر خفیہ طور پر اس کا اظہار فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مردم شناسی کا کمال تھا کہ ان میں سے کسی نے اسلام قبول کرنے میں پس و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش نہیں کیا، بلکہ فرائض تبلیغ میں خود بھی ہاتھ بٹانے لگے۔[1] پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھرانے والوں کو دعوت ایمان دینے لگے اور اس کے بعد تبلیغ عام فرمادی۔[2]

---

[1] اولین اسلام لانے والے حضرت ابو بکر صدیق ،حضرت خدیجہ اور آپ کی بیٹیاں، حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص ،زبیر بن عوام ،طلحہ بن عبید اللہ،عثمان بن معود،ابو عبیدہ بن جراح،ابو سلمہ،ارقم بن ابی الارقم؛ جامع ترمذی، المناقب،باب قول ابی بکر الست احق الناس بھاالحدیث3667؛ البدایہ والنہایہ،3/30

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡمُدَّثِّرُ،قُمۡ فَأَنذِرۡ، وَرَبَّكَ فَكَبِّرۡ، وَثِيَابَكَ فَطَهِّرۡ ، وَٱلرُّجۡزَ فَٱهۡجُرۡ ٥ وَلَا تَمۡنُن تَسۡتَكۡثِرُ، وَلِرَبِّكَ فَٱصۡبِرۡ، فَإِذَا نُقِرَ فِي ٱلنَّاقُورِ، فَذَٰلِكَ يَوۡمَئِذٖ يَوۡمٌ عَسِيرٌ، عَلَى ٱلۡكَٰفِرِينَ غَيۡرُ يَسِيرٖ﴾ [المدثر: 1-10]

[2] ڈاکٹر صاحب نے ایک مضمون لکھا جو کہ Pakistan Historical Society vvi partII April 1958 P95 to 103میں شائع ہوا۔ انہوں نے لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر اسلام کے آغاز تک کے زمانے میں مکہ مکرمہ میں قلیل تعداد سے جو عیسائی تھے وہ غلاموں کے طور پر رہائش پذیر تھے اصل مکی لوگوں میں سے صرف دو اشخاص ایسے ملتے ہیں جن کا تعلق قریش سے تھا اور عیسائی مذہب قبول کر چکے تھے ان میں سے ایک عثمان بن الحویرث اور ورقہ بن نوفل تھے انہوں نے شام کے عیسائی حکمران اور روم کے بادشاہ کے حکم نامے کے ذریعے قریش کا بادشاہ بننے کی کوشش کی اسلام کی آمد پر ورقہ بن نوفل بوڑھا ہو چکا تھا انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

ڈاکٹر صاحب کی ایک کتاب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی اس میں انہوں نے بتایا کہ انسانی زندگی کے دو ہی بڑے شعبے ہیں،ایک معاش اور دوسرا معاد۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس دعوت میں پہلے پہل صرف خُدا پرستی، توحید اور آخرت کا ذکر ہوتا تھا یا نیکوکاری کی ترغیب اور برائی سے بچنے کی تعلیم ہوتی تھی۔ سننے والوں نے پہلے اسے ایک نئی خبر کے طور پر سنا۔ پھر بے اعتباری اور بے اعتنائی برتنی شروع کی، لیکن جب بت پرستی، اور شرک کی علانیہ مذمت ہونے لگی، اور بت پرستوں اور مشرکوں کا ٹھکانہ آگ قرار دیا گیا، بے اعتنائی کی جگہ بیزاری لینے لگی۔ اس میں چند مستثنیات بھی تھے، لیکن چونکہ نبوت کو تسلیم کرنا اس بات کا مترادف تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ صرف دینی بلکہ دنیاوی ہر بات میں اطاعت کی جائے۔ اس سے روسائے قریش کی مخالفت کا باعث واضح ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی تعلیم کا

ایک کا تعلق انسان کے تعلق النسان کے ساتھ دوسرے انسان کا تعلق خالق کے ساتھ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیک وقت دونوں کمالات رکھتے تھے اس کتاب میں انہوں نے باب نمبر7 میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے دعوت اسلام کے لیے تمام عالم عرب میں اور عرب میں سے بھی مکہ مکرمہ کا انتخاب کیوں کیا۔ اس پر انہوں نے جغرافیائی میں لسانی، عمرانی اور نفسیاتی وجوہ بیان کی ہیں۔ قاضی سلمان منصور پوری 1930ء نے بھی انتخاب مکہ کے جغرافیائی وجہ بیان کی ہے اس کے علاوہ سیدابوالحسن علی ندوی9 199 ء نے بھی رحمت اللعالمین میں اپنی کتاب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم میں انتخاب مکہ کی وجوہ بیان کی ہیں۔

الفتح الباری، 20/174، البدایہ النھایہ 3/10، المستدرک حاکم 2/409

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گرویدہ سب سے زیادہ غریبوں اور غلاموں کا گروہ تھا، اس طبقہ کے لوگوں کا اسلام بھی روساء کے لئے اسلام سے بے اعتنائی پیدا کرنے کا موجب ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کو قبول کرنے والوں پر ہم وطنوں نے جو مظالم ڈھائے ہیں اور اس کے جواب میں جس استقلال اور صداقت پسندی کا مظاہرہ ہوا اس کی نظیر بہت کم دوسرے انبیاء اور مصلحین (رفارمر) کی زندگی میں ملتی ہے۔ ان حالات میں بہت سے مسلمانوں نے ترک وطن کی ٹھان لی۔[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حبشہ جاؤ، وہاں ایک روادار بادشاہ ہے جس کی سرزمین میں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ وہاں جانے والوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے داماد حضرت

---

[1] ہجرت حبشہ رجب پانچ نبوی میں ہوئی سب سے پہلے 11 مردوں اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، عثمان بن عفان اور زوجہ رقیہ، ابو حذیفہ بن عتبہ اور ان کی زوجہ، زبیر بن عوام، مصعب بن عمیر، عبدالرحمن بن عوف، ابو سلمہ مخزمی اور ان کی زوجہ ام سلمہ، عثمان بن مظعون، عامر بن ربیعہ اور ان کی زوجہ لیلیٰ، ابو سبرہ بن ابی رہم، ابو حاطب بن عمر، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم دعوت دین کی راہ میں مسلمانوں کو جن کا حالات سے دوچار ہونا پڑا اور جو حبشہ کے پہلی رات کا بڑا سبب بنے۔ اس کے تفصیل: صحیح البخاری الکفالۃ باب جواد ابی بکر فی تمہید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعقدہ، رقم 2297 ؛البدایہ النھایہ، 3/73

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عثمان رضی اللہ عنہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تاریخوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نجاشی، شاہ حبشہ کے نام کا ایک خط ملتا ہے، جس میں ایک فقرہ یہ بھی ہے:

میں اپنے چچازاد بھائی جعفر کو چند مسلمانوں کے ساتھ تیرے پاس بھیج رہا ہوں۔ جب یہ تیرے پاس پہنچے تو ان کی مہمان نوازی کر۔

اگر یہ خط صحیح ہے تو حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ بطور تعارف کے لے گئے ہوں گے۔ اس خط کو ٦ ہجری سے متعلق کرنا، جب کہ ان مہاجرین کو حبشہ آئے ہوئے پندرہ سال گزر چکے ہوں گے، مگر جب ان کی تعداد خاصی ہوگئی تو بعض غیر مسلم مکینوں کو سوجھا کہ نجاشی سے کہہ کر ان کو تکلیف پہنچائیں۔ قریشی وفد کے گروہ نے نجاشی کو اکسایا کہ وہ مسلمانوں سے ان کے عقیدہ حضرت عیسی علیہ السلام کے متعلق دریافت کرے۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی طرف سے جواب دیا اور قرآن مجید کو وہ آیتیں پڑھیں جن میں حضرت عیسی علیہ السلام کے روح اللہ اور کلمۃ اللہ اور بن باپ کے پیدا ہونے اور رسول اللہ ہونے کا ذکر ہے اور تثلیث کا انکار کیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیسائیت کے قائل (مونوفزائٹ) نجاشی نے اس کو اپنے عقائد کے خلاف نہ سمجھا۔ مزید بر آں اس ابتدائی زمانہ میں مسلمانوں کے عقائد عیسائیوں سے ملتے جلتے تھے۔ خدا پرستی، حشر و نشر پر ایمان، انبیاء اور فرشتوں وغیرہ کو مانا، غالباً نماز بھی دو بیت المقدس کی طرف پڑھنے لگے تھے، جو عیسائیوں کا سب سے مقدس مقام ہے۔ ان حالات میں ممکن ہے کہ حبشی عیسائیوں نے ان کو عیسائی ہی خیال کیا ہو اور انہیں توقع ہو کہ اگر وہ عیسائی نہ بھی ہوں تو اپنے بانی مذہب سے دور بچھڑ جانے اور ایک عیسائی ماحول میں رہنے کے باعث جلد عیسائی بن جائیں۔ چنانچہ کم از کم دو واقعات کا پتہ چلتا ہے کہ ان مسلمان مہاجرین نے عیسائیت اختیار کر لی۔ بہر حال قریشی وفد نے منہ کی کھائی اور نجاشی نے مسلمان پناہ گزینوں کو ان کے سپرد کرنے یا خود کوئی تکلیف دینے سے قطعی انکار کر دیا۔[1]

[1] حضرت جعفر طیارؓ نے نجاشی کے سامنے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین حقیقت بیان کی اور کفار کا طرز عمل بھی بتایا اور سورۃ مریم کی آیات پڑھ کر سنائی یہ آیات سن کر نجاشی رونے لگا۔ سیرت ابن ہشام میں ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے ایک ایک کرکے اوامر نجاشی کو سنایا اور آپ ﷺ کی سیرت بیان کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھنے، زکوۃ ادا کرنے، روزہ رکھنے اور پاک دامن رہنے کی تعلیم دی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قریشی وفد جب حبش سے ناکام واپس ہوا تو کھسیانے پن کو مٹانے کے لئے اس نے جناب ابو طالب کو دھمکی دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر بت پرستی کی مذمت سے باز نہ آئیں تو ان کے لئے اچھا نہ ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال اور جناب ابو طالب کی خاندانی پاسداری پر قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان اور حلیفوں کا سماجی بائیکاٹ کر دیا کہ نہ کوئی ان سے بات چیت کرے، نہ ان کے پاس بیٹھے، نہ ان میں شادی بیاہ کرے اور نہ ہی ان کے ہاتھ کوئی چیز بیچے۔ ان سے صلح کرنے کی بھی ممانعت کر دی۔ مقاطعہ (بائیکاٹ) پوری قوت کے ساتھ کئی سال جاری رہا۔ حج اور عمرے کے حرام مہینوں میں اگرچہ وہ کچھ خرید ضرور سکتے تھے لیکن کاروبار بند ہو جانے سے ان کو جو تکلیف تھی وہ بیان سے باہر ہے۔ کئی سال بعد حریفوں ہی میں سے چند کا دل نرم ہوا اور یہ مقاطعہ اٹھالیا گیا۔[1]

اس کا مکمل مضمون السیر والمغازی ابن اسحاق جلد ایک صفحہ 213 میں موجود ہے اور اسی دوران عمر بن العاص کا اسلام لانا اور عربی زبان کے خاصیات کیا ہیں۔ صحیح بخاری کتاب المناقب الانصار باب الہجرۃ نبی والصحابہ الی الحبشہ، حدیث 3876-3905

[1] قصہ غرانیق مورتیوں کی تعریف کا جھوٹا پروپیگنڈا، سند کے ساتھ یہ جھوٹا قصہ ہے حافظ ابن کثیر اس کی تمام اسناد مرسل ہیں مجھے اس کی کوئی سند صحیح نہیں ملی۔ (تفسیر القرآن العظیم، 3/229)ڈاکٹر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس مجاہدے اور صبر آزمائی کے صلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی مدارج عطا ہوئے اور معراج سے سرفرازی ہوئی۔ قرآن مجید میں جس مسجد اقصیٰ کا ذکر ہے اس سے بیت المقدس مراد لینا محل نظر ہے کیونکہ وہاں مسجد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بنی اور اس کا نام مسجد اقصیٰ غالباً ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں پڑا۔ قرآن مجید کی مسجد اقصیٰ سے مراد غالباً وہ مسجد ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دورانِ معراج میں ملاء اعلیٰ پر دوچار ہوئے تھے، ہجرت حبش کے سلسلہ میں غرانیق کا واقعہ قابلِ ذکر ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ کے لئے اکثر قرآن مجید کی سورتیں عام مجمعوں میں سنایا کرتے تھے یا نماز میں پڑھتے تھے۔ ان پر بت پرستی کی مذمت اور توحید کی تعلیم بھی اکثر ہوتی تھی۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حسب معمول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورہ والنجم کی نماز میں تلاوت کر رہے تھے، جب اس آیت پر پہنچے:

عبد المعطی قلعجی نے اس بے بنیاد قصے کی تردید میں بہت سے دلائل دیئے ہیں، دلائل النبوۃ للبیہقی کا حاشیہ، 2/287۔

علامہ ناصر الدین البانی نے ایک رسالہ لکھا ہے "نصب المجانیق لنسف قصۃ الغانیق" جس میں انہوں نے اس قصے کے تمام اسناد بیان کرنے کے بعد ان کے ضعیف اور باطل کا حکم لگایا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”بھلا بتاؤ کہ لات اور عزی کیا ہیں؟ اور منات جو ایک اور تیسرا ہے وہ کیا ہے؟ تو عوام الناس نے اس کے بعد یہ آیت سنی: وہ گردن فراز (الغرانیق العلی) ذاتیں ہیں اور ان کی سفارش سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع و سجود کیا۔ قریش کو اس سے بڑی حیرت اور خوشی ہوئی اور انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت نہ رہی۔ اور کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس کی تردید فرمائی اور صحیح آیت کا اعلان فرمایا، جس میں ان بتوں کے بے بضاعتی اور لغویت کی صراحت ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا غرانیق کی آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنی گئی تھی یا کسی برابر والے غیر مسلم مکی نے پڑھ کر دور والوں کو دھوکا دیا، اس کی بڑی بحثیں رہی ہیں۔ یورپ میں اس بات کا بتنگڑ بنا کر یہ دکھایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بت پرستی کی طرف طبعا مائل تھے وغیرہ، اکثر قدماء کا خیال رہا ہے کہ شیطان نے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر یہ الفاظ جاری کر دیئے۔ علامہ قسطلانی مؤلف المواہب اللدنیہ نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ کسی برابر بیٹھنے والے قریشی مشرک نے یہ الفاظ بلند آواز سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں خلط ملط کر دیئے۔ علامہ شبلی مرحوم کا بھی یہی خیال ہے۔

بعض اور مؤلف مثلاً زرقانی، قاضی عیاض، عینی اور نووی اس قصہ کی صحت سے سرے سے انکار کرتے ہیں۔ بہر حال اس واقعہ کی خبر حبشہ میں پھیلی کہ تمام مکہ والے مسلمان ہو گئے۔ بہت سے مہاجر وطن واپس ہوئے، مگر اس عرصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصحیح اور توضیح کے باعث مکہ والوں کی مخالفت دوچند ہو گئی تھی۔ اس لئے اکثر مہاجر بعض دیگر مسلمانوں کے ساتھ حبشہ واپس ہو گئے۔[1]

قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا جو مقاطعہ کیا تھا اس کے ختم ہونے کے بعد جناب ابو طالب اور بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ مسلمان مکہ میں سیاسی مجرم کی طرح تھے۔ جب تک کوئی غیر مسلم سربر آوردہ کی ان کی حفاظت کا ذمہ نہ لیتا ان کا وہاں رہنا دشوار تھا۔ ابو طالب نے اپنی زندگی میں اسلام قبول کرنے کا اظہار نہیں کیا تھا۔[2] اس لئے ان کے

---

[1] تلک الغرانیق العلی۔۔ اس مقالہ کے دوران آپ ﷺ کو شعب ابی طالب میں محصور کیا گیا۔ السنۃ النبوۃ ابن ہشام، 1/ 430

[2] ازرقی نے تاریخ مکہ میں لکھا ہے کہ طائف عرب کے قدیم ترین قریش میں سے ہیں سطح بحر سے 1700 کلومیٹر بلند ہونے کی وجہ سے گرماتی مقام ہے اور سفر نامہ ارض القرآن، سید سلمان ندوی کا مطالعہ فرمائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

جیتے جی کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علانیہ جسمانی ضرر نہیں پہنچا سکتا تھا۔ ابھی مسلمانوں کی جماعت اتنی مضبوط نہیں تھی کہ وہ اپنی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خود مدافعت کر سکتی۔ مجبوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے باہر چلے گئے اور یہ بھی خیال تھا کہ شاید آس پاس کے قبائل بھی اسلام قبول کر لیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امن واطمینان سے فرائض تبلیغ کی انجام دہی کا موقع دیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہر طائف تشریف لے گئے جہاں بنو عبد یالیل سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے رشتہ دار تھے، مدد ملنے کی بڑی آس تھی مگر یہ تجربہ کچھ اتنا تلخ ثابت ہوا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دل شکستہ مکہ واپس

بیت عقبہ بطور معاہدہ عمرانی کی تفصیلات کیلئے السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، 2/52؛ الطبقات الکبری، 1/105۔

رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی از ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ص 91 ؛ عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی، ص 267

اہل سیر و تاریخ نے عموماً دو ہجرتوں یعنی ہجرت ہجرت حبشہ مدینہ کا ذکر کیا مگر ڈاکٹر حمید اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ والوں کے لیے ظلم و ستم سے تنگ آکر طائف تشریف لے جانا بھی ہجرت ہی ہے مگر تاریخ کی کیفیت میں ہجرت کی اصطلاح استعمال نہیں کی گئی۔

ڈاکٹر صاحب نے اس کے لیے ہجرت طائف کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ آپ سے پہلے شیخ محمد خضری نے 1927 میں اپنی کتاب نور یقین فی سیرۃ المرسلین صفحہ 66 پر اور ان کی دیگر محاضرات تاریخ الارقم الاسلامیہ میں اور ڈاکٹر عبد الحمید اور شیخ مصطفی الغلاہندی نے جواہر السیرۃ النبویۃ اور ظہور الاسلام بیادہ مبادۃ میں یہ اصطلاح استعمال کی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

آتے ہیں اور ایک سربر آوردہ کی غیر مسلم مطعم بن عدی سے حمایت کے خواستگار ہوتے ہیں اور اس کے جوار (پناہ) میں مکہ میں داخل ہوتے ہیں۔ مکہ میں آپ سلام کے لئے اب کوئی بڑا موقع باقی نہ تھا۔ حج کے موسم میں جب ہر طرف کے قبائل آتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے استفادہ فرماتے چنانچہ عکاظ میں میلہ اور منی کے مجمع حجاج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ فرماتے اور الگ الگ قبائل کے پڑاؤ میں جاتے اور اپنی دعوت پیش کر کے پوچھتے: کیا تم لوگ اس بات پر آمادہ ہو کہ میری حمایت کرو اور دشمنوں سے بچاؤ اور مجھے تبلیغ کی سہولت بہم پہنچاؤ، تم بہت جلد قیصر و کسری کی سرزمینوں کے مالک ہو جاؤ گے؟۔ لوگ اسے ہنسی میں اڑاتے یا قریش کے خوف سے کانوں پر ہاتھ رکھ لیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مستقل مزاجی دیکھئے کہ ایک سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم یکے بعد دیگرے پورے پندرہ قبائل میں گئے اور ناکام ہونے کے باوجود پھر دوسرے سال نئے سرے سے کوشش کی۔ اس سال (۳ قبل ہجری، ۱۰ نبوت) اتفاق سے چند مدینہ والوں سے ملاقات ہوئی جو قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔

اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں کو دور کی رشتہ داری تھی۔ یہودیوں کے ہمسایہ میں رہنے سے یہ الوہیت، نبوت اور دیگر امور آخرت سے گوش آشنا بھی ہو چکے تھے۔ یہودیوں سے ان کی جب کبھی بحث ہوتی اور اختلاف ہوتا تو یہودی کہتے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اچھا ٹھہرو، جب وہ نبی (مسلم) آئے گا تو پھر ہم تمہیں ٹھیک کر دیں گے۔

غرض جب ان مدنیوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " میں خدا کا نبی ہوں تو وہ بے ساختہ قبول اسلام اور یہودیوں سے فضیلت تقدم حاصل کرنے پر مائل ہو گئے۔ یہ چھ لوگ تھے ان کی مدینہ میں خاموش تبلیغ سے دوسرے سال مزید بارہ اشخاص نے حج کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کی خواہش پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تربیت یافتہ مسلمان حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو تعلیم و تبلیغ کے لئے مدینہ بھیجا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن انتخاب تھا کہ خاندان کے خاندان مسلمان ہو گئے اور اقبل ہجری (۱۲ نبوت) میں کوئی بہتر (۷۲) اشخاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ نامی مقام پر ملے۔ ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اہم عہد کیا کہ: اگر میں یا میرے ساتھی تمہارے شہر میں آئیں تو تم ہماری ویسی ہی حفاظت کرو گے جیسی تم اپنے بال بچوں کی کرتے ہو۔ اس قرار داد کے بموجب مکی مسلمان چپکے چپکے مدینہ جانے لگے اور چند ہی مسلمان مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان اور بے کس یا غلام مسلمان ہی رہ گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قریش نے مسلمانوں سے شہر خالی ہوتا دیکھا تو کچھ اس خیال سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب تنہا اور غیر محفوظ ہیں اور کچھ اس خوف سے کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مدینہ جا کر وہاں والوں کی مدد سے سابقہ تکالیف کا انتقام نہ لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے خلاف ایک نہایت موثر اور زبردست سازش کی۔ یہ کھلا اعلان جنگ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نکل جاتے ہیں اور صرف اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے توقع کی جا سکتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی خون آشام دشمنوں کی جو جائیداد یا مالی امانت[1] تھی اس کی واپسی کا انتظام اپنے چچازاد بھائی اور عزیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر کے روانہ ہوں۔

[1] حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جاتے وقت حضرت علی کرم اللہ وجہ کو وہیں چھوڑ دیا تاکہ وہ لوگوں کی امانتیں (ڈپازٹ) ان کے حوالے کر دیں۔ اعلانِ جنگ کے بعد حربی کو اس کے حقوق سے محروم نہ کرنے کی یہ وہ نظیر ہے جس پر جدید قانوں بین الممالک (انٹر میشنل لاء) بھی اب تک نہیں پہنچا۔ چند سال قبل امریکی بنکوں نے، جن پر یہودیوں کا غلبہ تھا، ایران کے سونے کو منجمد کر دیا تھا، نتیجتاً ساری دنیا میں امریکی بینکوں کی ساکھ گر گئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھٹا خطبہ

ہجرت سے وفات تک کے حالات

۶۲۲ تا ۶۳۲ء، ۱ھ تا ۱۱ھ ہجرت یا مہاجرت کے لفظ کا اصل مادہ ہجر ہے اور ہجر کے معنی، جنوبی اور مشرقی عربی میں شہر کے ہیں اور قدیم عربی میں مہاجرت کے معنی یہ ہیں کہ کسی صحراء نشین کا بدویانہ زندگی کو چھوڑ کر کسی شہر میں جابسنا، یا شہری زندگی اختیار کر لینا، رفتہ رفتہ اس کے معنی یہ ہو گئے کہ بری جگہ چھوڑ کر بہتر جگہ جا رہنا غالباً ہجرت نبوی کے بھی یہی معنی ہیں۔[1] ہجرت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] حضرت محمد رسول اللہ ﷺ 12 ربیع الاول 21 ستمبر 622 بروز سوموار قبا پہنچ کر، یکم محرم 16 جولائی 622ء کے مطابق اور یہی ہجری تقویم کی ابتدا ہے۔ برکات احمد ڈاکٹر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور یہود حجاز مترجم مبشر الحق مکتبہ جامع نئی دہلی 2015ء ہجرت کے بارے میں مزید مطالعہ کے لیے سید اسعد گیلانی کا مضمون۔ رسول اکرم ﷺ اور ہجرت، ادارو ترجمان القرآن لاہور، 1440ھ

ڈاکٹر نثار احمد، ہجرت مدینہ کے اسباب و محرکات نقوش رسول نمبر، 8/234

ڈاکٹر سید مطلوب حسین واقعہ ہجرت کی عالمگیر حیثیت، 8/209

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے حالات کا نیا دور شروع ہوتا ہے، اس کو سنہ وار بیان کرنے کے کئی بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

- مدینہ والے عربوں سے تعلقات
- یہودیوں سے تعلقات۔
- مکہ والوں سے تعلقات۔
- عام قبائل عرب سے تعلقات۔
- اجنبی مملکتوں سے تعلقات۔

مدینہ منورہ والوں سے تعلقات

یہ تعلقات ہجرت سے کچھ پہلے شروع ہوئے، اور ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ میں معاہدہ کیا تھا کہ مدینہ آنے پر لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی، حفاظت اور تائید کریں گے۔ مدنی عرب قبائل کے دو بڑے رقیب حصے تھے: "اوس اور خزرج۔ برادرکشی اور باہمی جنگ کے نقصانات کو دیکھ کر یہ لوگ آمادہ ہو چکے تھے کہ کسی غیر جانبدار سردار کی ماتحتی میں متحد ہو جائیں۔ ان قبائل کے اسلام نے ایک سنہری موقع پیش کیا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدینہ آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف مہاجرین مکہ کے، بلکہ مدینہ کے جملہ عرب قبائل کو بھی متحد و سردار بن گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے مدینہ پہنچ کر ایک دستور مملکت اور آئین مرتب فرمایا جس کو خوش قسمتی سے تاریخ نے محفوظ رکھا ہے[1]۔ اس اولین دستور مملکت اسلامیہ کی پہلی دفعہ میں اس بات کا اعلان کیا گیا کہ مہاجرین قریش مسلمانانِ مدینہ (انصار) اور غیر مسلم رشتہ داران مسلمانانِ مدینہ کی جو مسلمانوں کی تائید پر آمادہ ہوں ایک مشترک امت قائم کی گئی۔ جو جملہ اہل دنیا کے مقابلہ میں ایک وحدت پر مشتمل ہے، اس اُمت کے جملہ افراد مساوی حقوق رکھیں گے۔ امن و صلح ایک مشترکہ امر ہو گا اور ان وفاقی وحدتوں میں سے کوئی بھی دوسروں سے اشتراک عمل کے بغیر کسی سے صلح نہیں کرے گی، جنگ میں حصہ لینے کے فرائض میں کسی کو کسی پر ترجیح نہ ہو گی۔ ایک ادنیٰ سے ادنی فرد امت بھی اگر کسی

[1] سیرت ابن ہشام میں یہ دستور مملکت محفوظ ہے۔ اس کا اردو اور انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: ڈاکٹر محمد حمید اللہ دنیا کا سب سے پہلا دستور مجلہ طیلسامین عثمانیہ، حیدر آباد دکن ۱۹۲۹ء، نیز ڈاکٹر محمد حمید اللہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام حکمرانی، نیز ڈاکٹر محمد حمید اللہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو پناہ دے تو باقی سب پر بھی اس کا احترام واجب ہو گا۔ لیکن غیر مسلم اہل مدینہ کو چاہئے کہ قریش کو (جن سے اس وقت مسلمانوں کی جنگ تھی) پناہ نہ دیں۔ فدیہ، خوں بہا اور دیگر ہر جانوں کی ادائی کے متعلق جو قدیم قبائلی رواج ہے، وہ بر قرار رہے گا اور ان اغراض کے لئے جملہ مہاجرین مکہ کو ایک مستقل قبیلہ تصور کیا جائے گا۔ عدل گستری بھی ایک مرکزی مسئلہ ہو گا نہ کہ افراد سے متعلق۔ اس کی تعمیل میں ہر شخص ہاتھ بٹائے گا، خواہ کسی کے قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی عملی انصاف کیوں نہ ہو رہا ہو۔

مسلمانوں کے قاتل کو سزائے موت دی جائے گی لیکن مقتول کے ولی بجائے قصاص کے خون بہا منظور کر سکتے ہیں، اگر کسی کے غیر مسلم رشتہ دار کو کوئی مسلمان قتل کرے تو مسلمان ولی کو نہ چاہئے کہ قصاص پر اصرار کرے، کسی مسلمان کے خلاف کسی غیر مسلم کی امداد یا کسی قاتل اور مجرم کی پناہ دہی نہیں کرنی چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جھگڑوں کے منصف اعلیٰ ہوں گے اس دستور کی منظوری اور نفاذ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلقات مدینہ والوں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بطور ایک فریق کے نہیں رہے بلکہ اس کے نعم البدل حاکم اور محکوم اور رائی اور رعایا کے ہو گئے۔

یہودیوں سے تعلقات

بہت قدیم زمانہ سے یہودی عرب میں رہتے تھے۔ ان نو آبادیوں اور گاؤں کا ایک سلسلہ تھا جو شام، تیما، وادی القری، خیبر، مدینہ اور طائف سے یمن تک اور مشرق میں عمان اور بحرین تک چلا گیا تھا۔ یہ عام طور پر تجارتی اور رقمی کاروبار کرتے تھے اور خوش حال تھے۔ انہوں نے بہ لحاظ حالات آس پاس کے عرب قبائل سے حلیفیان بھی کر لی تھیں۔ مدینہ میں جو یہودی بستیاں تھیں انہوں نے مقامی عربوں کے غطفان وغیرہ قبائل سے بھی دوستی کے معاہدے کر لئے تھے۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان مدینہ والوں کو حکم دیا کہ یہودیوں سے حلیفی قائم نہ رکھیں۔ یہودی جب ان مددگاروں سے بچھڑ گئے اور بدر کی فتح سے مسلمانوں کا دبدبہ قائم ہو گیا تو ان یہودیوں نے بھی بجائے بے اعتنائی اور بے تعلقی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کرنا اور آپ کو اپنا سردار تسلیم کرنا بہتر خیال کیا۔ چنانچہ آٹھ دس یہودی قبائل جو وہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بستے تھے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اہم معاہدہ کیا اور مسلمانوں کے شریک حال ہوگئے اور اس معاہدہ کو بہ لحاظ اہمیت دستور مملکت اسلامیہ کا جزو بنا دیا گیا۔ اس معاہدے میں یہودیوں کے لئے مذہبی آزادی کا اعتراف کیا گیا اور مدینہ پر اجنبی حملہ کی صورت میں یہودیوں نے مدافعت میں مشترکہ حصہ لینے اور اپنے اخراجات خود آپ برداشت کرنے کو منظور کرلیا۔ مگر صلح مرکزی چیز قرار دی گئی اور کوئی فریق دوسرے کے اشتراک کے بغیر کسی دشمن سے صلح نہیں کرسکتا تھا۔ مسلمانوں کی جارحانہ جنگوں میں یہودیوں پر شرکت ضروری نہ تھی اور ان کی شرکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع تھی۔ جوار، فدیہ اور دیت کے قدیم طریقے بحال رہے لیکن یہودی کسی قریشی یا قریش کے مددگاروں کو پناہ دینے کے مجاز نہ تھے، عدل گستری مرکز سے متعلق تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منصف اعلی تسلیم کرلیا گیا۔

جملہ یہودیوں کے حقوق مساوی قرار دیئے گئے کس کو کسی پر ترجیح نہیں دی گئی۔ اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقامی یہودیوں سے مخاطب ہو کر ان کو تورات کی پیشین گوئیاں یاد دلاتے اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دیتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خیبر کے یہودیوں کو بھی اس مضمون کا ایک خط بھیجا گیا تھا جو غالباً اسی زمانہ کا ہے، مگر اس سے بہت کم فائدہ ہوا۔ اوپر بیان کئے ہوئے معاہدے کو ابھی چند مہینے ہی گزرے تھے کہ بنو قینقاع کے یہودیوں نے جو مدینہ میں سنار یا صراف تھے ایک مسلمان عورت کی بے حرمتی کی اور اس کی مدافعت کرنے والے ایک مسلمان کو قتل کر ڈالا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجرموں کے خاندان کو حکم دیا کہ مدینہ سے چلے جائیں۔ ان لوگوں نے تعمیل کی اور ملک شام میں جا بسے۔ مکی قریشیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے بچ نکلنے اور بعد میں ان کا شامی راستہ بند کر دینے اور بدر میں شکست کھانے اور احد میں فائدہ اٹھانے کا جو رنج تھا اس کا غصہ اتارنے کے لئے وہ مدینہ کے یہودیوں سے ساز باز کرنے لگے، چنانچہ بنو النضیر ان کی تائید پر آمادہ ہو گے۔ ان کے سردار کعب بن اشرف کو قریش سے سازش، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی کوشش، آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کی ہجو اور مسلمانوں سے لڑنے پر ان کو برانگیختہ کرنے میں پرجوش عملی حصہ لینے کے باعث چند مسلمانوں نے خفیہ طور پر قتل کر دیا تھا۔ بنو النضیر سے جو معاہدہ ہوا تھا، اس قدیم رواج دیت کی ادائی کے متعلق باقی رکھا گیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حسب معاہدہ و رواج چندہ دینے کا حکم دیا۔ جب وہ لیت و لعل کرنے لگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کی جان کے خلاف ایک سازش کی تو مسلمانوں سے زیادہ صبر نہ ہو سکا۔ انہوں نے بنو النضیر کے گاؤں کا محاصرہ کر لیا اور آخر ان کی اطاعت پر انہیں حکم دیا کہ ہتھیار کے سوا دیگر سامان مدینہ سے لے کر کہیں اور چلے جائیں۔ یہ لوگ بھی شام اور خیبر میں گئے اور خاص کر خیبر میں انہوں نے بڑا رسوخ حاصل کر لیا۔ مدینہ سے یہودی قبائل اب بھی اپنی سازش سے باز نہ آئے۔ انہوں نے خیبر اور مکہ سے تعلقات رکھے اور جب جنگ خندق میں مدینہ کا محاصرہ ہو گیا تھا تو بنو قریظہ نے علانیہ قریش کا ساتھ دیا۔ قریش محاصرہ اٹھا کر چلے گئے تو یہ نامناسب تھا کہ زیادہ دن بنو قریظہ کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا جاتا۔ چنانچہ ان سے جواب طلبی کی گئی اور مسلمان سفیر کی بے حرمتی اور معاہداتی تعلقات سے انکار پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کر لیا اور بالآخر انہیں زیر کیا۔ بنو قریظہ نے خواہش کی کہ ان کے ایک سابق حلیف حضرت سعد بن معاذ انصاریؓ کو حکم (ثالث) بنایا جائے اور ان کے فیصلہ پر عمل کیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منظور کر لیا اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے خود یہودی قانون پر (جو توریت تثنیہ میں مندرج ہے) عمل کرایا اور حکم دیا کہ جملہ مقاتل قتل کر دیے جائیں۔ عورت، بچے غلام بنا لئے جائیں اور مال و متاع غنیمت سمجھا جائے۔ اس کے بعد مدینہ میں یہودی اثر بہت کمزور ہو گیا، مگر خیبر سازشی مرکز روز بروز قوی ہوتا گیا، خیبر سے مدینے سے نکلے ہوئے یہودی جا بسے تھے اور انہوں نے قبائل غطفان اور قریش نیز دیگر قبائل عرب سے سازش مستحکم کر لی کہ مدینہ پر دھاوا بول دیا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سوچ میں تھے کہ مکہ پر حملہ کریں یا خیبر پر؟ اگر جنوب میں مکہ کو جاتے ہیں، تو یہ خوف ہے کہ مدینہ کو فوج سے خالی پا کر شمال سے خیر والے آکر تاراج نہ کر دیں[1]۔ اگر مسلمان شمال میں خیبر کو جاتے تو یہی خدشہ مکہ والوں سے تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طے فرمایا کہ مدینہ اور اس کے مضافات میں کافی فوج رہے اور صرف تھوڑے سے مسلمانوں کے ساتھ حج کے زمانے کو مکہ جائیں اور ممکن ہو تو قریش سے مصالحت کر لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ

[1] صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، رقم الحدیث 4238

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسلم نے قریش کے ساتھ بظاہر دب کر معاہدہ کیا۔ لیکن ایک تو ان سے دس سال تک بے فکری ہو گئی اور دوسرے ان کو یہودیوں وغیرہ سے الگ کر دیا گیا۔ صلح حدیبیہ سے مدینہ واپس ہو کر بہ مشکل چند ہفتے گزرے ہوں گے کہ ے ہجری میں مسلمان فوج خیبر کی جانب بڑھتی ہے اور یہودیوں کا یہ زبردست مرکز مطیع کیا جاتا ہے[1]۔ اطاعت کے بعد ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نرمی کا سلوک کیا۔ ان سے معاہدہ کیا کہ وہ اپنی زمینوں کی کاشت جاری رکھیں اور بطور لگان نصف پیداوار مسلمانوں کو دیں، ان کے علاقہ کو البتہ تنہا کر دیا گیا اور یہ ان سے کہ دیا گیا کہ اسلامی حکومت جب چاہے گی انہیں خیبر سے جلاوطن کر دے گی۔

[1] اس کا تذکرہ بیجانہ ہو گا کہ خیبر کی لڑائی میں منجنیق سے یہودی دشمن کے محصور قلعے میں پتھر برسائے گئے، طائف کے محاصرہ میں مزید بر آں دبابے بھی استعمال کئے گئے۔ جو ترقی پا کر زمانہ حال میں خود خود حرکت کرنے والے ٹینک کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ رہا یہ پہیئے والی گاڑی ہوتی ہے جس کے اوپر نیل کا یا کوئی اور موٹا چھپر منڈھ دیا جاتا ہے تا کہ تیروں سے اندر رہنے والوں کو صدمہ نہ پہنچایا جا سکے۔ فصیلوں کو توڑنے، کھودنے کے لئے اسے کام میں لایا جاتا تھا۔ طائف میں منجنیق کے علاوہ عزادہ بھی استعمال کیا گیا تھا جو منجنیق کی طرح پتھر پھینکتا ہے۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، رقم الحدیث 4238

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خیبر سے بعد وادی القریٰ نے کچھ مقابلہ کے بعد، لیکن فدک نے بغیر کسی مقابلہ کے خیبر کی شرائط پر اطاعت کرلی۔ پھر جلدی ہی تیسماء نے محصول جزیہ دینا منظور کرلیا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں سے کسی لڑائی کی ضرورت پیش نہ آئی۔ تبوک کی مہم کے سلسلے میں فلسطین اور شمالی عرب کی چند یہودی بستیوں نے اطاعت کا معاہدہ کیا اور مقنا، جربا اور اذرج وغیرہ تک اسلامی حدود پہنچ گئیں۔ یہودی رعایا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھا سلوک کیا۔ مفلس قبائل (مثلاً بنو عریض کو) سالانہ روزینے مقرر کئے اور مسلمانوں کے عدل وانصاف سے جو خیبر فتح ہوا[1] سے متاثر ہو کر بعد میں شام وغیرہ کی فتوحات کے موقع پر یہودیوں نے مسلمانوں کی ہر طرح مدد کی۔

[1] ۔ یہودیوں کے ساتھ عدل و انصاف: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی فتح کے بعد خیبر کے یہودیوں کو جلاوطن کر دینا چاہا تھا، بعد میں اراضی پر کام کرنے والوں کی کمی کے باعث ان سے بٹائی پر معاملہ طے کرلیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر، یہودیوں کو اس شرط پر دیا تھا کہ وہ اس میں کام کریں اور زراعت کریں اور جو کچھ اس میں پیدا ہو، اس کا نصف ان کو ملے گا۔ جب بٹائی کا وقت آیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو خیبر روانہ کیا۔ انہوں نے یہودیوں سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہاں اس واسطے نہیں بھیجا ہے کہ تمہارا مال کھا جاؤں، بلکہ آپ ﷺ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تمہارے اور مسلمانوں کے درمیان باہمی تقسیم کا طریقہ جاری کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکہ والوں سے تعلقات:

معاہدہ عقبہ کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مکی مسلمان مدینہ پہنچ گئے اور مقامی انتظامات کے بعد مضافاتی یہودیوں سے بھی یکسوئی ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ اور ینبوع کے درمیانی علاقے میں بسنے والے قبیلوں سے حلیفی اور دوستی کے معاہدے کر لئے، چونکہ قریشی کاررواں شام کو جاتے ہوئے اسی راستے سے گزرنے پر مجبور تھے اس لئے اسلامی اثر کے پھیلاؤ سے قریش پر معاشی دباؤ پڑنے لگا اور ان کے قافلوں کا گزر ادھر سے بند ہوتا نظر آیا۔ اتنے میں قریش کے قبیلہ فہر کے ایک سردار نے مدینہ کے مضافات پر حملہ کیا اور کچھ جانور لوٹ لئے۔ مسلمانان مکہ کی سابقہ تکلیفوں، ہجرت کے بعد ان کے مال و متاع اور گھر دار پر قریش کے غاصبانہ قبضے اور اس تخت و تاراج کے باعث آنحضرت صلی اللہ علیہ

دوں۔ تم چاہو تو میں اندازہ کر کے نصف تمہیں دے دوں اور اگر چاہو تو تم خود اندازہ کر کے نصف ہمیں دے دو، یہ سن کر یہودی کہنے لگے اسی عدل پر زمین و آسمان قائم ہیں۔ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار دوق کا تخمینہ لگایا اور بیس ہزار وسق مسلمانوں کے لئے لے لیا اور بیس ہزار وسق یہودی کاشتکاروں کے لئے رکھ چھوڑا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: ڈاکٹر محمد یوسف الدین، اسلام کے معاشی نظریے، ج ۱ باب ۴ ؛ سنن ابی داؤد، کتاب الخراج، باب ما جاء فی حکم ارض خیبر، حدیث 3009-3016

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسلم نے قریشی کاروانوں کو جو مدینہ کے پاس سے گزریں روکنے کا انتظام کیا۔ ایسی دو تین مہمیں بھیجی گئیں، جو بعد از وقت اطلاع ملنے یا چند غیر جانبدار قبائل کے بیچ میں پڑنے کے باعث مقصد کو نہ پہنچ سکیں۔

اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو چند آدمیوں کے ساتھ سر بمہر تحریری ہدایتیں دیں اور حکم دیا کہ دو دن کسی سمت سفر کرنے کے بعد کھول کر جائیں۔ اس میں لکھا تھا نخلہ نامی مقام کو روانہ ہوں، جو مکہ اور طائف کے مابین ہے اور قریش کے خبریں حاصل کریں۔ اس راز داری کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بہت سے غیر مسلم اور منافق بھی رہتے تھے اور ان کے ذریعہ سے اسلامی مہموں کی خبر دشمنوں کو پہنچ جاتی تھی۔ جب عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نخلہ پہنچے تو وہاں ایک قریشی کارواں بھی آکر شب باش ہوا۔ انہوں نے دیکھا کہ مدینہ جا کر آنا ممکن نہیں۔ اس لئے اپنی صوابدید پر انجان کارواں پر اپنے ساتھ کے ساتھیوں کے ساتھ حملہ کر کے ایک آدمی کو قتل اور دو کو قید کر لیا اور کچھ مال بھی لوٹا۔ باقی کارواں بھاگ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اختیار سے زائد کام کو ناپسند کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

جنگ بدر

مگر اس واقعہ کے چند ہفتوں بعد ہی خبر آئی کہ قریش مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں اور سرمایہ فراہم کرنے کے لئے ایک بڑا تجارتی کارواں شام بھیجا گیا ہے۔ جس کا نفع جنگ کی تیاری میں کام آئے گا۔ اب خطرہ سر پر آپہنچا تھا، اس لئے کارواں کو روکنے کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ وسیع تیاریاں کیں اور کارواں کو مدینہ کے شمال کی جگہ جدھر سے وہ آرہا تھا، مدینہ کے جنوب میں بہتر خیال کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تین سو تیرہ (۳۱۳) آدمیوں کے ساتھ نکلے اور بدر میں جہاں سے کارواں گزرا کرتے تھے، جاکر مقیم ہو گئے۔ عرب میں کاروانوں کے ساتھ ، حفاظت کے لئے ایک فوجی دستہ ہوا کرتا تھا، خاص کر بڑے قافلوں میں سینکڑوں مسلح سوار محافظت کیا کرتے تھے۔ پھر بدر کا مقام مکہ کے قریب تھا اور ہر آن خدشہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کی خبر سن کر مکہ سے قریش نہ در آئیں۔ ان دونوں دشمنوں سے مقابلہ کے لئے سوا تین سو مسلمانوں کا نکلتے وقت ہچکچانا بر طرح قرین قیاس ہے کہ چند سپاہی جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ذکر ہے محسوس کرنے لگے کہ گویا ان کو موت کے سامنے دھکیلا جا رہا ہے مگر تعمیل کے حکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے وہ پیچھے نہ ہٹے۔ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بلند مقام پر پڑاؤ ڈالا اور پانی کے چشموں پر قبضہ کر لیا۔

قریشی کارواں کو خبر ہو گئی، اس نے مکہ اطلاع بھیجی اور خود راستہ کترا کر ساحل کے کنارے کنارے، بھاگا بھاگا چلا گیا اور مسلمانوں کی دسترس سے باہر ہو کر اطمینا نخطبات سیرت طیبہ کی سانس لی[1]۔ اتنے میں مکہ والے بھی ساڑھے نو سو کی

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، ابوسفیان سے چند گھنٹے قبل بدر پہنچے ہیں اور بدر کے قریب پہنچ کر متعدد سانڈنی سوار بھیجے تا کہ اس کا پتہ چلائیں کہ قریش کا تجارتی کارواں کہاں ہے؟ قریش کا قافلہ سالار ابوسفیان بھی ٹوہ لینے کے لئے نکلتا ہے۔ ان چھوٹے مقاموں پر ایک بھی اجنبی گزرے تو ہر شخص اس سے واقف ہو جاتا ہے۔ ابوسفیان کو بھی ان باتونی بدوں نے سانڈنی سواروں کا پتہ دے دیا۔ اس نے ان کے نشان قدم پر چل کر اونٹ کی تازہ مینگنیاں دیکھیں۔ ان کو ہاتھ سے توڑ کر دیکھا، اس میں کھجور کی گٹھلی نکلی، ابوسفیان کہنے لگا: بخدا! یہ مدینہ کا چارہ ہے، قافلہ سالار اس پر بھاگا بھاگا بدر سے واپس قالہ پہنچتا ہے اور ایک طرف تو مکہ کو مدد کے لئے تیز رفتار پیام رساں بھیجتا ہے اور ساتھ ہی خود بھی راستہ کاٹ کر بدر کو چھوڑتے ہوئے ساحل کے قریب سے دو منزلہ کو ایک منزلہ کرتا ہوا آرام لئے بغیر تجارتی کارواں کو رات بھر چلنے کے باوجود، دن بھر چلا کر جل دے جاتا ہے اور صرف چند گھنٹے ٹھہر کر پھر آگے بڑھ جاتا ہے۔ اس طرح مسلمانوں کی دست رس سے بچ کر صحیح سلامت مکہ پہنچ جاتا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے: ڈاکٹر محمد اللہ رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی، نیز تاریخ طبری، معہد رسالت، حالات غزوہ بدر، نیز "سیرت ابن ہشام بدر کے تجارتی کارواں میں ایک ہزار اونٹ تھے اور پانچ لاکھ درہم کا تجارتی مال تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمیعت میں بدر تک آپہنچے تھے۔ تجارتی کارواں کی سلامتی کی اطلاع ملنے کے باوجود انہوں نے آگے بڑھ کر اپنی ڈھاک بٹھانا اور موقع ملے تو مسلمانوں سے لڑنا بہتر خیال کیا۔ بدر میں یہ ایک وادی میں آمقیم ہوئے۔ مسلمان طلایہ گردوں نے ان کے چندلوگوں کو گرفتار کیا جس سے دشمن کی تعداد اور موقع محل کی پوری کیفیت معلوم ہوگئی [1]۔ مقابلے سے پہلے رات کو بارش ہوئی جس سے قریشی پڑاؤ دلدل ہو گیا اور

[1] قریش کے بعض سقے (بہشتی) بدر کے چشمے پر پانی لینے آئے ان میں ایک حبشی غلام بھی تھا، اسے مسلمانوں کی اس جماعت نے جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بھیجا تھا، گرفتار کرلیا۔ اس غلام کے دیگر ساتھی بھاگ کر قریش کے پاس چلے گئے۔ غلام نے کہا: یہ قریش تمہارے مقابلے کے لئے آئے ہیں۔ مسلمان اسے مارنے لگے۔ جب وہ غلام کہتا کہ یہ ابوسفیان اور اس کا تجارتی قافلہ ہے تو وہ اسے چھوڑ دیتے۔ اس حرکت کو دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رہا نہ گیا۔ آپ ﷺ نماز ختم کرکے پلیٹے، آپ ﷺ اس غلام سے خبر سن چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب وہ سچ بولتا ہے تو اسے مارتے ہو اور جھوٹ بولتا ہے تو چھوڑ دیتے ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یہ ہم سے کہہ رہا ہے کہ قریش آگئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بالکل صحیح کہتا ہے، بے شک قریش اپنے قافلے کو بچانے کے لئے آگئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام کو بلا کر اس سے واقعہ دریافت فرمایا۔ اس نے کہا: قریش میں ابوسفیان کی مجھے خبر نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: اچھا یہ بتاؤ، کل کس نے کھانا دیا، غلام نے کسی کا نام لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا: پھر کل دوسرے وقت کس نے ان کی ضیافت کی؟ اس نے نام بتلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اس نے کتنے اونٹ ذبح کئے؟ غلام نے کہا: دوس۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دشمن کی تعداد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلامی پڑاؤ کی ریت جم کر مسلمانوں کے لئے سہولت ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بلند اور محفوظ مقام پر اپنے لئے ایک معائنہ گاہ (عریش) بنایا۔ صف بندی کے انتظامات حجازیوں میں پہلی مرتبہ کئے اور معائنہ کے وقت کسی کو آگے پیچھے دیکھا تو صف درست کی۔ پھر فرمایا کہ: "دشمن دور ہو تو، تیر چلا کر ضائع نہ کرو۔ زد پر آ پہنچے تو مارو اور قریب آئے تو پھر پھینکو مگر جگہ سے نہ ہٹو۔ اس سے بھی نزدیک آ جائے تو نیزہ اور پھر تلوار مکہ والوں نے حسب معمول جوش و خروش اور بے ترتیبی سے حملہ کیا، جس کو مسلمانوں نے سنبھال لیا، مگر یہ مسلمانوں کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ تھا۔ ایسے جان پر کھیلے ہوؤں سے، اور پھر بہتر صف آراء جماعت سے جو پانی پر بھی قابض تھی، روبرو ہونا آسان نہیں۔ چنانچہ قریش کے کوئی سو آدمی مارے گئے جن میں متعدد سربر آوردہ افراد تھے، مثلاً ابو جہل وغیرہ تھے، کوئی ستر قیدی مسلمانوں کو ملے۔

نو سو سے ایک ہزار ہے۔ واقعہ بھی یہی تھا کہ اس مرحلہ پر قریش کی تعداد نو سو پچاس تھی۔ "تاریخ طبری، عہد رسالت، واقعات غزوہ بدر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں اور دشمنوں کی نعشوں کے دفن کا مناسب انتظام کرایا اور قیدیوں کے ساتھ مدینہ واپس آئے۔ قیدیوں سے جس قدر اچھا سلوک ہوا، وہ اپنی نظیر آپ ہے۔

قیدیوں میں سے بعض کو آئندہ مسلمانوں سے نہ لڑنے کا وعدہ لے کر رہا کر دیا گیا، بعض کو تبادلہ میں رہا کر کے مسلمان قیدیوں کو چھڑایا گیا، بعض سے نقد رقم فدیہ میں لے لی گئی۔ بعض تعلیم یافتہ قیدیوں کو حکم دیا گیا کہ بجائے نقد رقم کے دس، دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں[1]۔ لیکن کسی کو غلام نہیں بنایا گیا۔ بعد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی صراحت کے ساتھ احکام جاری کر دیئے کہ کسی عرب کو ہرگز غلام نہیں بنایا جائے گا۔ بدر کے فتح سے عظیم اخلاقی فائدے مسلمانوں کو، اور سخت کوفت قریش کو حاصل ہوئی، اس کو زیادہ دن نہیں گزرے تھے

[1] دنیا کی جنگی تاریخ میں اس کی مثال نہ ملے گی کہ جنگی قیدیوں سے تعلیم کا کام لیا گیا ہو۔ تفصیل اور حوالوں کے لئے دیکھئے: ڈاکٹر محمد حمید اللہ، عہد نبوی ﷺ کا نظام تعلیم۔ عہد نبوی سلام کا نظام حکمرانی۔ خطبات اس واقعہ کو سامنے رکھ کر حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری، کتاب العلم میں ایک باب قائم کیا ہے کہ ایک غیر مسلم بھی مسلمان کا استاد ہو سکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ مسلمانوں کا اثر جو نجد میں بھی پھیل گیا تھا، قریش کا عراقی راستہ بند کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

بدر کی شکست کا انتقام لینے کے لئے بدر میں بیچ کر آئے ہوئے کارواں کا پورا منافع جنگی تیاریوں میں صرف کیا، اور دوسرے سال مدینہ میں پھر چڑھ دوڑے اور مدینہ کے شمال میں اُحد پہاڑ کے قریب عینین نامی مقام کے پاس قیام کیا، جہاں ایک باغ تھا۔ اس جگہ کا نام اس کے دو چشموں کے باعث عینین پڑا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں، بچوں کو مضافاتی علاقوں میں بھیج دیا اور خود بھی اُحد میں پہاڑی کے دامن میں جو تین طرف سے محفوظ مقام اور پہاڑوں میں گھرا ہوا تھا، پڑاؤ ڈالا۔ قریش نے مکہ سے جو مدینہ کے جنوب میں ہے، آکر حملہ کیا تو مدینہ کے جنوبی حصہ میں پڑاؤ ڈالنا مناسب نہیں سمجھا، کیونکہ ایک تو اس طرف ان کے حلیف یہودیوں کے قبیلے تھے، دوسرے اس طرف میدانوں کی جگہ پہاڑیاں ہیں جس سے شہر کی قدرتی حفاظت ہوتی ہے۔ تیسرے پانی کی بھی غالباً وہاں کمی تھی، اسی بناء پر وہ مدینہ کے بازو سے گزر کر اور شمال میں بڑھ گئے اور اُحد میں قیام کیا۔ مسلمانوں کا پڑاؤ ایک مثلث پہاڑی سلسلے کے بیچ میں تھا، جس میں ایک پہاڑی کے ذریعہ ایک چھوٹا، اور ایک بڑا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راستہ کھلا ہوا تھا۔ انہوں نے سات سو آدمیوں کے ساتھ بڑے راستے کی جانب منہ کیا اور چھوٹے راستے کی حفاظت کے لئے پہاڑی پر عبد اللہ بن بیر رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں پچاس تیر انداز متعین کئے۔ قریش میں تین ہزار (۳۰۰۰) افراد تھے، انہوں نے بڑے راستہ سے مسلمانوں پر حملہ کیا اور خالد بن ولید کے تحت سواروں کے رسالے نے چھوٹے راستے سے گزر کر مسلمانوں کی پشت پر پہنچنے کی کئی بار ناکام کوشش کی، اور تیروں کی بوچھاڑ سے پسپا ہوتے گئے۔ جب مسلمانوں نے ایسے بہتر فوجی انتظام اور جان پر کھیلے ہوئے جوش کے باعث عام اور بڑے قریشی لشکر کو شکست دے کر تعاقب اور لوٹ شروع کی تو پہاڑ پر متعین تیر اندازوں میں سے اکثر اپنے افسر کے حکم کے خلاف نیچے اتر آئے۔ انہوں نے خیال کیا کہ جنگ ختم ہو گئی ہے اور اگر اب وہ لوٹ میں شرکت نہ کریں تو انہیں مال غنیمت میں حصہ نہیں ملے گا۔ پہاڑی خالی پا کر خالد بن ولید کے رسالے نے پھر دھاوا بول دیا اور مسلمانوں کی پشت پر پہنچ گیا۔ ادھر قریش بھی سنبھلے اور مسلمان دونوں طرف نرغے میں آکر، بری طرح نقصان اٹھانے لگے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر اُڑی تو رہے قریش نے سمجھا کہ کام ختم ہو گیا، اس لئے فوراً اسباب باندھ کر مکہ واپس ہو گئے۔ گو بعض روایتوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق انہوں نے چلنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ، گو زخمی ہونے کی خبر حاصل کر لی لیکن وہ مدینہ کو جو خالی تھا لوٹنے کا خیال کئے بغیر مدینہ کے بازو سے گزرتے ہوئے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تسلی تشفی دی اور دوسرے ہی دن جب قریش کے پیچھا کردہ دوبارہ واپس آنے کی خبر ملی تو اس قابل تھے کہ ان کا تعاقب کرنے نکلیں، مگر قریش نہ آئے۔ اس کے بعد قریش اس خیال میں مگن رہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا دیا ہے اور اب انہیں کوئی خطرہ نہیں اور ایک سال تک خاموش رہے۔ دوسرے سال ۴ ہجری میں ملک میں ایک قحط ہوا۔ اس لئے انہوں نے کوئی عملی کام تو نہیں کیا، البتہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اثرات کارفرما تھے، کیونکہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کے ساتھ چند مبلغ تہامہ بھیجے گئے تو قریش کے حلیف قبائل نے ان پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ دو زندہ گرفتار ہوئے مکہ میں لا کر فروخت کر دیئے گئے۔ ان میں حضرت حبیب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

قریش نے ان پر دل کی بھڑاس نکالی اور سخت تکلیفیں دے کر شہید کر دیا۔

اس عرصہ میں اسلام کا اثر وسیع تر ہوتا گیا اور خزاعہ وغیرہ قبائل کو شکست دینے سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کا وقار دوبارہ قائم ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عرصہ میں اس کی بطور خاص کوشش فرمائی کہ قریش کے آس پاس قبائل ہموار کر لیں اور قریش کے اطراف اسلامی اثر کا گھیر اڈالتے ہوئے اسلامی عملداری کو غیر مسلم عناصر سے پاک کر لیں۔ مدینہ سے بنو النضیر کے یہودی قبائل نکالے جا چکے تھے،

ان حالات سے گھبرا کر قریش نے ۵ ہجری میں مکرر تیاریاں کیں اور خیبر کے یہودیوں اور غطفانیوں اور فزارہ قبیلہ والوں سے اتحاد کر کے مدینہ پر دھاوا بول دیا۔ مدینہ کے جنوب اور مغرب میں پہاڑیوں سے قدرتی حفاظت ہوتی ہے۔ مشرق میں یہودی بستی بھی ادھر سے قریش نہیں کر سکتے تھے۔ شمال میں ایک تنگ راستہ ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چوڑی گیری خندق کھدوائی[1]۔ قریش وغیرہ

---

[1] رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ حکمت مسلم کی کھوئی ہوئی چیز ہے جہاں سے ملے وہ اس کو پانے کا زیادہ سزاوار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجاز میں پہلی دفعہ میدانِ جنگ میں صف بندی کا طریقہ رائج کیا، پھر یہی نہیں بلکہ خندق بھی پہلی دفعہ کھدوائی۔ "محمد بن عمر (مؤرخ واقدی) کے قول کے مطابق حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو خندق بنانے کا مشورہ دیا تھا۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کہا: ہم ایران میں تھے، وہاں جب کبھی دشمن سے گھر جاتے تو اپنے گرد خندق بنا لیتے تھے۔ قریش کے چند دلاور شہوار خندق کی طرف بڑھے اور قریب پہنچ کر ٹھہر گئے، خندق کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اس میں ضرور کوئی بھید اور چال ہے۔ عرب تو اس قسم کی چالیں نہیں چلا کرتے۔ تفصیل:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متحدین نے محاصرہ کر لیا اور ادھر مدینہ میں یہودیوں نے رنگ بدلنا شروع کیا۔ اس سے مسلمانوں کو تشویش پیدا ہونے لگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ متحدین میں سے ایک سے معاہدہ کر کے اس کات محاصرہ اٹھا کر چلے جانے پر آمادہ کر لیں مگر اس کی شرطوں کو انصار نے منظور نہ کیا۔ محاصر ہو مہینہ بھر سے جاری تھا اور قریش وغیرہ کی توقع کے برخلاف طول کھینچتا جارہا تھا جس سے انہیں رسد کی کمی محسوس ہو رہی تھی اور دوسرے موسم بادوباراں بھی آگیا تھا۔ اس لئے یہودیوں سے اختلاف پیدا ہوتے ہی قریش مکہ واپس ہو گئے اور ان کا دیکھا دیکھی۔ دوسرے محاصرین نے بھی خیر اسی میں دیکھی کہ اپنے گھروں کو سدھاریں۔

معاہدہ حدیبیہ

ان بے سود کارروائیوں سے قریش کو کوئی خاص فائدہ نہ ہوا، شام اور بڑی حد تک عراق کا کاروانی راستہ بند یا مخدوش ہو جانے سے قریش بے بس ہو چلے تھے۔ اس لئے جب محاصرہ خندق کے ایک سال بعد، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ گئے

تاریخ طبری، عہد رسالت، غزوہ خندق ۔ آج اسلامی دنیا کو نہ صرف جدید ہتھیار سازی اور مشین سازی، کل پرزے بلکہ اعلیٰ تحقیقات کے طریقے وغیرہ ترقی یافتہ اقوام سے سیکھنے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور حدیبیہ کے مقام پر صلح ہوئی۔ قریش نے اس صلح کو خوش آمدید کہا۔ اس معاہدہ کو ہم کسی قدر تفصیل سے بیان کریں گے۔[1]

---

[1] صلح حدیبیہ ذوالقعدہ 6 ہجری

﴿إِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحٗا مُّبِينٗا١ لِّيَغۡفِرَ لَكَ ٱللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنۢبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعۡمَتَهُۥ
عَلَيۡكَ وَيَهۡدِيَكَ صِرَٰطٗا مُّسۡتَقِيمٗا ٢ وَيَنصُرَكَ ٱللَّهُ نَصۡرًا عَزِيزًا٣ هُوَ ٱلَّذِيٓ أَنزَلَ ٱلسَّكِينَةَ فِي
قُلُوبِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ لِيَزۡدَادُوٓاْ إِيمَٰنٗا مَّعَ إِيمَٰنِهِمۡۗ وَلِلَّهِ جُنُودُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلِيمًا
حَكِيمٗا٤ لِّيُدۡخِلَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ وَٱلۡمُؤۡمِنَٰتِ جَنَّٰتٖ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرَ
عَنۡهُمۡ سَيِّـَٔاتِهِمۡۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عِندَ ٱللَّهِ فَوۡزًا عَظِيمٗا٥ وَيُعَذِّبَ ٱلۡمُنَٰفِقِينَ وَٱلۡمُنَٰفِقَٰتِ وَٱلۡمُشۡرِكِينَ
وَٱلۡمُشۡرِكَٰتِ ٱلظَّآنِّينَ بِٱللَّهِ ظَنَّ ٱلسَّوۡءِۚ عَلَيۡهِمۡ دَآئِرَةُ ٱلسَّوۡءِۖ وَغَضِبَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِمۡ وَلَعَنَهُمۡ
وَأَعَدَّ لَهُمۡ جَهَنَّمَۖ وَسَآءَتۡ مَصِيرٗا٦ وَلِلَّهِ جُنُودُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا٧
إِنَّآ أَرۡسَلۡنَٰكَ شَٰهِدٗا وَمُبَشِّرٗا وَنَذِيرٗا٨ لِّتُؤۡمِنُواْ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُۚ وَتُسَبِّحُوهُ
بُكۡرَةٗ وَأَصِيلًا ٩ إِنَّ ٱلَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ ٱللَّهَ يَدُ ٱللَّهِ فَوۡقَ أَيۡدِيهِمۡۚ فَمَن نَّكَثَ
فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفۡسِهِۦۖ وَمَنۡ أَوۡفَىٰ بِمَا عَٰهَدَ عَلَيۡهُ ٱللَّهَ فَسَيُؤۡتِيهِ أَجۡرًا عَظِيمٗا١٠ سَيَقُولُ
لَكَ ٱلۡمُخَلَّفُونَ مِنَ ٱلۡأَعۡرَابِ شَغَلَتۡنَآ أَمۡوَٰلُنَا وَأَهۡلُونَا فَٱسۡتَغۡفِرۡ لَنَاۚ يَقُولُونَ بِأَلۡسِنَتِهِم مَّا لَيۡسَ
فِي قُلُوبِهِمۡۚ قُلۡ فَمَن يَمۡلِكُ لَكُم مِّنَ ٱللَّهِ شَيۡـًٔا إِنۡ أَرَادَ بِكُمۡ ضَرًّا أَوۡ أَرَادَ بِكُمۡ نَفۡعَۢاۚ بَلۡ كَانَ ٱللَّهُ
بِمَا تَعۡمَلُونَ خَبِيرَۢا١١ بَلۡ ظَنَنتُمۡ أَن لَّن يَنقَلِبَ ٱلرَّسُولُ وَٱلۡمُؤۡمِنُونَ إِلَىٰٓ أَهۡلِيهِمۡ أَبَدٗا وَزُيِّنَ
ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمۡ وَظَنَنتُمۡ ظَنَّ ٱلسَّوۡءِ وَكُنتُمۡ قَوۡمَۢا بُورٗا١٢ وَمَن لَّمۡ يُؤۡمِنۢ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ فَإِنَّآ
أَعۡتَدۡنَا لِلۡكَٰفِرِينَ سَعِيرٗا١٣ وَلِلَّهِ مُلۡكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۚ يَغۡفِرُ لِمَن يَشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَآءُۚ
وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورٗا رَّحِيمٗا١٤ سَيَقُولُ ٱلۡمُخَلَّفُونَ إِذَا ٱنطَلَقۡتُمۡ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأۡخُذُوهَا ذَرُونَا
نَتَّبِعۡكُمۡۖ يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُواْ كَلَٰمَ ٱللَّهِۚ قُل لَّن تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمۡ قَالَ ٱللَّهُ مِن قَبۡلُۖ فَسَيَقُولُونَ
بَلۡ تَحۡسُدُونَنَاۚ بَلۡ كَانُواْ لَا يَفۡقَهُونَ إِلَّا قَلِيلٗا ١٥ قُل لِّلۡمُخَلَّفِينَ مِنَ ٱلۡأَعۡرَابِ سَتُدۡعَوۡنَ إِلَىٰ
قَوۡمٍ أُوْلِي بَأۡسٖ شَدِيدٖ تُقَٰتِلُونَهُمۡ أَوۡ يُسۡلِمُونَۖ فَإِن تُطِيعُواْ يُؤۡتِكُمُ ٱللَّهُ أَجۡرًا حَسَنٗاۖ وَإِن تَتَوَلَّوۡاْ
كَمَا تَوَلَّيۡتُم مِّن قَبۡلُ يُعَذِّبۡكُمۡ عَذَابًا أَلِيمٗا١٦ لَّيۡسَ عَلَى ٱلۡأَعۡمَىٰ حَرَجٞ وَلَا عَلَى ٱلۡأَعۡرَجِ حَرَجٞ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ 6 ہجری میں صورت حال یہ تھی کہ گو مسلمانوں کی قوت کافی مضبوط ہو چکی تھی لیکن ان کے دشمن بہت تھے، خاص کر مکہ اور خیبر والے۔ مکہ والوں سے مخالفت شروع سے چلی آرہی تھی۔ خیبر میں وہ یہودی جابسے تھے جو مدینہ سے نکالے جاچکے تھے۔ انہوں نے کوشش کی تھی کہ تمام عرب مدینہ پر چڑھ دوڑے اور گو خندق کی جنگ میں کوشش ناکام ہوگئی تھی لیکن اس کے اعادے کا خوف برابر تھا۔ مسلمانوں میں اتنی قوت نہ تھی کہ بیک وقت مکہ اور خیبر سے مقابلہ کریں اور یہ بھی خدشہ تھا کہ خیبر جائیں تو مکہ والے مدینہ پر حملہ نہ کر دیں، اور مکہ پر مسلمان پیش قدمی کریں تو خیبر کے یہودی مدینہ کو لوٹ نہ لیں۔ آخر آنحضرت صلی

وَلَا عَلَى ٱلْمَرِيضِ حَرَجٌ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ يُدْخِلْهُ جَنَّٰتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ وَمَن يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا ١٧ ۞ لَّقَدْ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنِ ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ ٱلشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ ٱلسَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَٰبَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ١٨﴾ [الفتح: 1-18]

صحیح البخاری، باب غزوۃ الحدیبیہ، رقم الحدیث 4169

صلح حدیبیہ کے سیاسی اہمیت کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی، صفحہ نمبر 99 آپ نے امام السرخسی کی کتاب مسلمانوں کی المبسوط اور امام شیبانی کی السیرت الکبیر سے عبارت نقل کی ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ جہاں اس کے فوائد میں سے ہیں افرادی قوت میں اضافہ ہوا اس کے ساتھ یہ فائدہ بھی ہوا کہ مسلمان خیبر کے نمو پذیر پر خطرے کا دو ماہ میں استحصال کرنے کے قابل ہو گئے ہیں رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، 215

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم نے یہ طے فرمایا کہ کسی ایک بڑے دشمن سے صلح کر کے دوسرے کا خاتمہ کر دینا چاہیے، چنانچہ معلوم ہوتا ہے ک اس پیش بینی کے تحت 4 ہجری ماہ ذی قعدہ میں جب کے حج کا موسم اور حرام مہینوں کے باعث قریش سے کسی جنگ کا امکان نہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں پڑاؤ ڈالا اور دونوں طرف سے گفت و شنید ہونے لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا۔[1] قریش نے انہیں قید کر دیا مگر خبر مشہور ہوئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اس حرکت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کے نیچے اپنے تمام ساتھیوں سے جنگ کی بیعت کی، مگر جلد ہی معلوم ہو گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زندہ ہیں اور سہیل بن عمرو قریشی سفیر بن کر آیا تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بالآخر معاہدہ کیا، جس کی اہم شرطیں یہ تھیں۔

ا۔ دس سال تک فریقین میں صلح رہے گی۔

۲۔ تجارت کی غرض سے ایک فریق کے افراد دوسرے کے علاقے سے گزر سکیں گے۔

[1] مسند احمد، 4/324؛ السیرۃ لابن ہشام، 3/426

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ کسی فریق کو کسی اجنبی سے لڑائی ہو تو دوسرا فریق اس جنگ میں غیر جانبدار رہے گا۔

۴۔ مسلمان آئندہ سال ذی قعدہ میں عمرادا کرنے آسکیں گے، مگر اس سال حدیبیہ سے واپس ہو جائیں گے۔

۵۔ جو قبائل چاہیں اس صلح نامہ پر کسی ایک فریق کی طرف سے شرکت کر سکتے ہیں اور انہیں وہی حقوق ملیں گے جو اصل فریق کو حاصل ہیں۔

۲۔ اگر کوئی مکی اپنے مولی کی اجازت کے بغیر آنحضرت صلی اللہ کے پاس چلا جائے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے واپس کر دیں گے لیکن اگر آنحضرت صلی للہ علیہ وسلم کا کوئی ساتھی مکہ جارہے تو قریش اسے واپس نہیں کریں گے۔(اس سے مراد غالباً کم عمر لڑکے، اجنبی اور غلام تھے۔ اس کا اطلاق عورتوں پر نہ تھا کیونکہ صلح کے بعد بعض قریشی عورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلی آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حوالگی سے انکار کیا تو قریش نے اصرار نہ کیا۔ اس صلح نامہ کے دو نسخے لکھے گئے اور فریقین کے ممتاز افراد نے اس پر گواہی میں دستخط

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کئے اور ایک ایک نقل فریقین کو دی گئی۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت بڑی سیاسی کامیابی تھی۔ [1]

اس طرح مسلمانوں کو موقع مل گیا کہ قریش کے تمام مددگاروں پر اپنا اثر قائم کرلیں اور قریش کو اس بات سے باز رکھیں کہ ان مددگاروں پر اپنا اثر قائم کر لیں اور قریش کو اس بات سے باز رکھیں کہ ان کے مددگاروں پر مسلمانوں کے حملہ کی صورت میں اپنے خلیفوں کی مدد کریں۔ [2] چنانچہ چند ماہ بعد ہی خیبر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا اور یہودیوں کو قریش نے مدد نہ دی۔ بعض نو مسلم مکی غلام وغیرہ جو حسب معاہدہ مدینہ نہیں جاسکتے تھے، مکہ کے قریب اپنی جتھابندی کر کے قریبی کاروانوں پر چھاپہ مارنے لگے۔ آخر قریش نے مجبور ہو کر اس دفعہ کو منسوخ کر دیا اور آنحضرت

---

[1] قرآن مجید میں اس معاہدے کو فتح مبین اور نصر عزیز سے تعبیر کیا گیا ہے، یہی وہ صلح حدیبیہ ہے جسے نبوی کی سیاست خارجہ کا شہکار کہنا چاہئے کہ تین ہی سال میں پر امن ذرائع سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مملکت کو تقریباً دس گنا پھیلا کر پورے جزیرہ نمائے عرب کو اپنا مطیع بنالیا اور وہاں سے رومی اور ایرانی اثرات بالکل خارج کر کے ایک ایسی مستحکم حکومت قائم کر دی، جو پندرہ ہی سال میں تین براعظموں، ایشیاء، افریقہ اور یورپ پر پھیل گئی، جو اس سے ٹکرایا پاش پاش ہو کر رہ گیا، اور جس نے سر تسلیم خم کی وہ اسلام کی رنگ نسل و زبان سے بالا قومیت (ملت اسلامیہ) میں برابری کے حصہ کے ساتھ شریک ہو گیا۔ صحیح البخاری، کتاب صلح باب کیف یکتب، رقم الحدیث 2698

[2] صحیح البخاری، کتاب شروط، باب شروط فی الجهاد والمصالحۃ، رقم الحدیث 2731 -32

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کی کہ ان نومسلموں کو مدینہ بلالیں۔[1] دوسرے سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب معاہدہ عمرہ کیا اور چاہا کہ قریش کو بھی ایک دعوت دیں مگر انہوں نے شرکت سے انکار کر دیا اور اگر بات کا پاس نہ ہوتا تو اس وقت جب کہ قریش مکہ تخلیہ کرکے باہر چلے گئے تھے، مکہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبضہ کرسکتے تھے۔ معاہدہ کی ایک دفعہ کے تحت چند قبائل نے بھی صلح نامہ پر دستخط کئے تھے، چنانچہ قبیلہ خزاعہ نے مسلمانوں کی طرف سے اور قبیلہ بنو بکر نے قریش کی طرف سے شرکت کی تھی، زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ خزاعہ اور بنو بکر میں، جن میں پشتی رقابت چلی آرہی تھی، ایک ہنگامہ ہوگیا۔ یہ لوگ مکہ کے قریب رہتے تھے۔ مؤرخ بیان کرتے ہیں کہ قریش کو خبر ہوئی تو وہ رات کو چھپ کر گئے اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہوئے خزاعہ والوں کے خلاف لڑائی میں حصہ لیا۔ اس پر خزاعیوں کا ایک وفد مدینہ پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فریاد کرنے

[1] ابو بصیر مشرکین سے بھاگ کر مدینہ آئے تو معاہدہ کے مطابق انہیں واپس کر دیا گیا مگر راستے میں اس نے اس آدمی کو قتل کر دیا جو اسے لے کر جا رہا تھا وہاں سے اس نے اس کے علاقے میں اپنا ٹھکانہ بنا لیا جو کوئی بھی مکہ سے بھاگتا اس کے پاس پہنچ جاتا اس طرح اس نے ایک لشکر بنا لیا تھا جس کی تعداد 760 ہوگئی تھی۔ السیرۃ لابن ہشام، 3/449
دلائل النبوۃ للبیھقی، 4/172

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تسلی دے کر رخصت کیا۔ اتنے میں قریش نے گھبرا کر ابوسفیان کے ذریعہ کوشش کی کہ صلح حدیبیہ کی تجدید ہو جائے، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ البتہ ایک بڑی مہم کی تیاریاں مدینہ میں کی جانے لگیں اور راستے بند کر کے پہرہ لگوا دیا تا کہ دشمن کو اطلاع نہ ہو جائے۔ اور جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ بھی ہوئے تو ایک نامانوس راستہ سے، اور قریش کو اس وقت تک خبر نہ ہوئی جب تک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے کے بالکل پاس نہ پہنچ گئے۔[1]

دس ہزار کے اس لشکر جرار کا مقابلہ مکہ والے تنہا نہیں کر سکتے تھے۔ حلیفوں کو بلانے کا وقت بھی نہیں تھا آخر وہ قسمت پر شاکر ہو گئے اور جب کئی طرف سے مکہ پر اسلامی لشکر پیش قدمی کرنے لگا تو بجز ایک خفیف تصادم کے مکہ والوں نے مسلمانوں کے راستہ میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کی۔ جب مکہ پر قبضہ ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امن عام کا اعلان کیا اور صرف پانچ سات آدمیوں کو جو قتل انسان یا ارتداد وغیرہ جرائم کے مرتکب تھے اس سے مستثنی کیا۔ ان میں سے بھی اکثر کو بعد

[1] حوالہ سے بخاری کتاب المغازی باب اَین رکز النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرایۃ یوم الفتح، الحدیث 4280

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں معافی دے دی گئی[1]۔ پھر مقامی آبادی کو جمع کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مخاطب ہوئے اور پوچھا کہ: آپ کو اب کس برتاؤ کی توقع ہے؟، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف شرافت کی توقع ہے۔

مکہ والوں کو اپنے سلوک یاد آگئے اور ان کے منہ سے صرف یہ نکلا کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شریف رشتہ دار اور شریف گھرانے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب تاریخ عالم نے ایک بڑی اچھوتی یادگار کے طور پر محفوظ رکھا ہے:

﴿قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾[2]

تم پر کوئی داروگیر نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔[3]

---

[1] فتح مکہ 20 رمضان 8 ہجری کعب بن زہیر کے متعلق حکم تھا کہ اگر وہ کعبہ کے پردے میں بھی چھپیں تو انہیں قتل کر دیا جائے کچھ دن چھپے رہے پھر مدینہ منورہ میں پہنچ کر دربار رسالت میں اپنا بے نظیر قصیدہ سنایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف ان کی جان بخشی کی بلکہ بردہ (چادر) سے بھی سرفراز فرمایا۔ بعد میں بنی امیہ، بنو عباس اور پھر عثمانیہ خلیفہ ترکی کی تخت خلافت پر متمکن ہوتے تو اس چادر کو بطور تبرک اوڑھ لیتے۔ آج یہ بردہ شریف عجائب خانہ توپ کاوی سرائے استنبول میں محفوظ ہے۔ البدایہ والنہایہ، 4/323؛ فتح الباری، 4/177

[2] سورہ یوسف: 92

[3] ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، 4/78

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس غیر متوقع نرمی سے بڑے بڑے سنگ دلوں کے دل بھی نرم ہو گئے اور جلدی مکہ والے، شریف ہوں کہ رزیل، اعلیٰ ہوں کہ ادنی، سب مسلمان ہو گئے۔ یہ ۸ ہجری کا واقعہ ہے۔

اس وقت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو اپنا مذہبی اور روحانی صدر مقام بنایا اور حکومت کا صدر مقام مدینہ ہی میں رہا، اس تفریق کے فوائد اور مصلحت بعد والوں کو اس وقت سمجھ میں آئی، جب رفتہ رفتہ بیسیوں اسلامی سلطنتیں بنیں اور ان کے پائے تختوں پر ان کے حریفوں کے حملے ہوتے رہے جن میں مسلمان بھی تھے۔ کبھی مدینہ کبھی دمشق کبھی بغداد، کبھی قاہرہ، کبھی قرطبہ کبھی غرناطہ، کبھی دہلی کبھی استنبول مگر اس تمام زمانہ میں مکہ کی وادی غیر ذی زرع عموماً ہر قسم کے حملوں سے محفوظ رہی اور سیاسی تبدیلیوں کا اس پر بہت کم اثر ہوا۔ متحارب مسلمان سلطنتوں میں سے ہر ایک وہاں قتل اور خونریزی سے بچنے کی کوشش کرتی رہی ہے اور مکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش بینی سے صدیوں برابر فائدہ اٹھاتا رہا۔ مکہ اسلامی مملکت کا ایک صوبہ بن گیا تو اس کے تعلقات سیاسی بھی مسلمانوں کے ساتھ بطور ایک فریق کے ختم ہو گئے۔ تکملہ کلام کے لئے کہا جا سکتا ہے کہ 9 ہجری میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک وغیرہ میں مصروف رہے[1]، البتہ غیر مسلموں کو کعبہ کے طواف سے روک دیا۔10 ہجری میں جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے لئے مکہ جانے کا ارادہ فرمایا اور اس کی خبر ملک عرب میں پھیلی تو تمام عرب اُمڈ آیا اور اس موقع پر جو بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا اور آخری حج ثابت ہوا، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک اور ڈیڑھ لاکھ کے مابین مسلمانوں نے عرفات میں حاضری دی۔ اس حجتہ الوداع کے موقع پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبل الرحمت پر چڑھ کر جو یادگار خطبہ دیا، بے شبہ اس میں وہ نا قابل عمل اور خارج از امکان بشری تعلیم نہیں ہے جو حضرت عیسی علیہ السلام کے مشہور پہاڑی خطبہ میں ہے کہ طمانچہ مارنے والے کو دوسرا گال بھی پیش کر دو۔ لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمر آفاق خطبہ واقعی انسانیت کے لئے ایک منشور ہے اور تمدن و تہذیب بشری میں ایک نہایت ممتاز جگہ بنالیتا ہے۔

[1] رجب 9 ہجری صحیح البخاری، باب غزوۃ التبوک واحی غزوۃ العسرۃ، رقم الحدیث 4415

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ڈاکٹر محمد حمید اللہ (19 فروری 1908ء تا 17 دسمبر 2002ء) کثیر الجہات، کثیر التصانیف ہونے کے لحاظ سے امتیازی شان کے حامل تھے۔ انہوں نے Islamization of Knowledge کا اہم کام سرانجام دیا اور علم و تحقیق کو متنوع اور نئی جہات سے متعارف کروایا۔ آپ کی کتاب The Muslim Conduct of state میں بین الاقوامی قانون "السیر" میں بین الاقوام تعلقات پر نمایاں ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام محمد بن الحسن الشیبانی کی تحقیقات جدید کو نئے آہنگ و اسلوب کے ساتھ نسل نو کو منتقل کیا۔ مصادر سیرت کے ابتدائی مسودات میں سے سیرت ابن اسحاق، المغازی للواقدی، کتاب الردہ، میثاق مدینہ کے متون کی تلاش و تحقیق اور شائع کرنے کا فریضہ بھی سرانجام دیا اور اخلاق سیرت کے خدوخال کو نمایاں کیا۔ علم سیرت کی نشاۃ جدیدہ میں کار دعوتی و ثقافتی سفر جس نے ترویج و مسائل کی خدمت سے آگے بڑھا۔ ان میں تصنیفات، مواعظ، دروس، تقاریر، تراجم، مراسلات، خطوط، کتب پر حواشی و تصحیحات، تخریج، تحقیق کے ساتھ اہم روایت "خطبات" کی بھی ہے۔ دیگر مشاہیر کے خطبات کے علاوہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ "خطبات بہاولپور" مذکورہ خطبات حیدرآباد و جامعہ عثمانیہ، ڈاکٹر صاحب کی تعلیمی و تدریسی زندگی کے مطالعات، تحقیقات کا نچوڑ ہیں جس میں انہوں نے سیرتی روایت میں کوئی جہات سے متعارف کروایا ہے اور سیرت النبی ﷺ کے ابتدائی نقوش کو اس طرح متعارف کروایا ہے کہ تحقیقات کے نئے افق سامنے آتے ہیں اور روحانی و فہمی ایمان کو جلا ملتی ہے۔ یہ دراصل ڈاکٹر صاحب کے وہ خطبات ہیں جو انہوں نے جامعہ عثمانیہ میں دینیات کے طلبہ و طالبات کو ارشاد فرمائے بعد ازاں ہفت روزہ "الہدیٰ" حیدرآباد دکن میں اشاعت پذیر ہوئے۔ ان خطبات سے سیرت طیبہ ﷺ کے سوانح و مبادیات پہلوؤں پر علمی و تحقیقی انداز و اسلوب سے تحقیقات پیش کی گئی ہیں۔ **پہلا خطبہ:** "سیرت النبی ﷺ کے مطالعہ کا فائدہ" ہے جس میں ان کے شرعی، قانونی و فقہی پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ **دوسرا خطبہ:** "اسلام کے آغاز کے وقت عرب کے ہمسایہ ممالک کے حالات" کے متعلق تفصیلات پیش کی گئی ہیں۔ **تیسرا خطبہ:** "آغاز اسلام کے وقت شہر مکہ کی حالت" کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ **چوتھا خطبہ:** "رسول اللہ ﷺ کے حالات اور نبوت کے اعلان سے پہلے" کی تفصیلات دی گئی ہیں۔ **پانچواں خطبہ:** "نبوت سے ہجرت تک" کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے جس میں ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کے واقعات پر مشتمل ہے۔ **چھٹا خطبہ:** "رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ سے وفات تک" کے حوالے سے جامع تفصیلات پر مشتمل ہے۔

اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ ان خطبات کو نئے آہنگ و اسلوب میں "تحقیق و تخریج و تعلیق" کے ساتھ ڈاکٹر عبد الغفار نے پیش کیا ہے جو ڈائریکٹر سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ چیئر، یونیورسٹی آف اوکاڑہ ہیں اور مطالعہ سیرت طیبہ پر خاص دسترس رکھتے ہیں۔ خطبات حیدرآباد دکن کو سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ چیئر، یونیورسٹی آف اوکاڑہ کی طرف سے شائع کیا جا رہا ہے۔ ہم اس اشاعت پر انہیں مبارکباد پیش کرتی ہوں اور دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے تمام انسانیت کے لیے فائدہ مند بنائے۔ آمین!

پروفیسر ڈاکٹر زیب افتخار

شعبہ اسلامی تاریخ

یونیورسٹی آف کراچی، کراچی

ISBN: 978-627-7710-08-8

زیر اہتمام

شعبہ علوم اسلامیہ و سیرت (رحمۃ للعالمین ﷺ) چیئر، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ